تحقیقات محمدیہ حل اوہام نجدیہ

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

اہل اسلام پر واضح ہو کہ مولوی امیر حسن صاحب سہسوانی اس فتنہ کی اشاعت کے
بانی ہوئے کہ سات شخص برابر اور مانند جناب سید المرسلین خاتم النبیین افضل الخلائق اجمعین
صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ آپکے کمالات مشخصہ میں شریک ہیں عالم میں موجود و متحقق ہیں
پھر سات کی جگہ چھ کے قائل ہوئے باوجودیکہ قائل ہیں اس امر کے کہ حق سبحانہ
افراد و مصادیق اجتماع النقیضین پر قادر نہیں اور باوجودیکہ قائل ہیں اس بات کے کہ
حق سبحانہ مولوی امیر حسن صاحب کے شریک تشخصات جزئیہ پر اور اونکے فرزند دلبند کے
شریک تشخصات پر بلکہ جمیع جزئیات کے شریک تشخصات پر قادر نہیں جاء کہا وہ کفر و ضلال اور کیا ان
بیہودہ دعوی اور مقال بالجملہ اولا بمجرد شایع ہونے اس فتنہ کے جناب مولوی عبد الصمد صاحب سہسوانی
تحریرا و تقریرا مولوی امیر حسن صاحب کو لاجواب کرکے کما ینبغی تنبیہ کر دی اور ثانیا اونکے
کبار سلفی مثل جناب مولوی عالم علی صاحب مرادآبادی و حافظ عبد الرحمن صاحب پانی پتی
و امداد نواب سید صدیق حسن صاحب قنوجی و دیگر علماء بہوپال و ٹونک وغیرہ نے گمراہی اونکے عقیدہ کی
ثابت فرمائی اور ثالثا اونکے فرزند دلبند کی بمقام شیخوپور محلہ شہر بدایوں بتوسط [illegible]
جناب شیخ شرف الدین صاحب فریدی بدایونی کے خوب تنبیہ ہوگئی بالجملہ ایک [illegible] سے مناظرہ [illegible]
مشہور کیا جسمیں عوام کو دھوکہ دیا جناب مستطاب مولانا محمد فضل المجید صاحب فاروقی
فریدی نے کہ برادران عزیزان شیخ صاحب ممدوح سے ہیں اس قصہ کی تحقیق لکھی جسکا
تحقیقات محمدیہ حل اوہام نجدیہ نام اور یہی سنہ تاریخ انجام ہے

مطبع [illegible] میں طبع ہوا

۸۲۱۳
موجودات [illegible]
تحقیقات محمدیہ

Scanned by CamScanner

هو الحق المبين

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله القدير القادر على جميع الممكنات الذي اختص بوجوب الوجود في الذات والصفات تقدس عن النقائص والآفات وتنزه عن مماثلة المحدثات كما له من الواجبات وعيبه من اتخاذ الولد والجهل والكذب والموت وغيرها من المستحيلات من جوز عليه النقصان فقد ابعد عن سبيل النجات ومن قال بامكان عيبه فقد عمي عن نور الهداية ووقع في الظلمات وافضل الصلوات واجمل التسليمات على افضل جميع المخلوقات سيدنا ومولانا محمد الذي خصه الله تعالى باعلى المقامات لم يوجد مساويه في الكمالات لا في الارضين ولا في السموات من قال بوجود مشاركه في الخصائص والدرجات فقد انكر الاحاديث المتواترة والآيات البينات صلى الله تعالى وسلم على حبيبنا ونبينا واصحابه الطاهرين واولاده الطيبين وازواجه المطهرات وافاض علينا بركاتهم في الحيات وبعد الممات

بعد حمد و صلوٰۃ کے اہل اسلام پر مخفی نرہے کہ حضرات اتباع و معتقدین عبد الوہاب نجدی نے کہ جنکا عقیدہ ہے اِنَّهُم هُمُ المُسلِمُونَ وَاَنَّ مَن خَالَفَ اِعتِقَادَهُم مُشرِکُونَ اور وہ مصداق استباحوا بذالک کل اہل السنۃ وقتل علمائہم کے ہین ملک ہندمین نیا رنگ نکالا ہے اور جاہلون کو گمراہی مین پھنسانے کے لیئے عجیب جال ڈالا ہے یعنے

واسطے خوشنودی ہنود اور نصاریٰ کے تکفیر اہل اسلام کی نوبت یہان تک پہنچائی
کہ مسائل الٰہیات و نبوت مین عقائد فاسدہ اختیار کر کے بے تامل حکم کفر کا اہل اسلام پر جاری
کرتے ہین اور مطلق خدا و رسول سے نہین ڈرتے اپنے ایجاد و اختراع پر مرتے ہین کوئی باتباع
نصاریٰ حق سبحانہ کا قیاس انسان پر کر کر اور دلیل سے عقیدہ حق تعالیٰ کے قادر ہونے کا
نقائص و قبائح و فواحش پر مانند اتخاذ زوجہ و ولد و کذب و جہل وغیرہ کے ثابت کر کے
معتقدین تنزیہ حق سبحانہ پر کہ منکر اس اعتقاد کے ہین حکم کفر کا جاری کرتا ہے کوئی
باتباع ہنود مصادیق اجتماع الضدین و اجتماع النقیضین وغیرہ ممتنعات ذاتیہ کو داخل
قدرت ٹھہرا کر اہل اسلام پر تہمت الزام عجز حق سبحانہ کے لگاتا ہے کوئی جناب
امام المرسلین خاتم النبیین افضل الخلائق اجمعین رحمۃ للعالمین سید کائنات اکمل الممکنات
حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل جمیع انبیا اور منزہ ہونے
شریک کمالات دنیا و عقبیٰ سے انکار کر کے موجود و متحقق ہونے اور انبیا کا کہ برابر
اور مانند آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات آنحضرت مین ہون عالم مین قائل ہوتا ہے
کوئی باتباع فرقہ عیسویہ وغیرہ کے کہ جس طرح وہ باوجود اقرار و تصدیق نبوت و رسالت حضرت
خاتم النبوت کے ایک آیت هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ کو اپنی حماقت سے حجت اپنے
دعوی کی ٹھہرا کر بعثت و رسالت آنحضرت کو مقید و مخصوص ساتھ امیین کے کہتے تھے اور دوسری
آیات بینات جیسے آیہ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ اور آیۂ خاتم النبیین وغیرہ مین تخصیصات و تعینات
و احتمالات واہیہ پیش کرتے تھے اسیطرح اس آیت مین بھی خاتم النبیین کو مخصوص نوع ہمراے
اور النبیین سے خاص وہ انبیا کہ حضرت آدم سے لیکر آنحضرت تک مخلوق ہوئے ہین مراد ٹھہرا کر
ختم نبوت آنحضرت کو مقید ہونے کی تجویز کر کے باوجود اقرار زبانی آیۂ خاتم النبیین کے بعد آنحضرت کے
اور شخص کے نبی بلکہ خاتم النبیین ہونیکو جائز و ممکن درست کہتا ہے کوئی آیات بینات مین
تحریفات پیش کر کے ان امور سے جنکا ثبوت نصوص قرآنی سے
ظاہر ہے مانند وجود آسمان اور وجود شیطان وغیرہ کے انکار کرتا ہے
کوئی برخلاف کلام الٰہی کے مذکور و موجود ہونے نبوت

آنحضرت سے اسرائیلیات مین انکار کرتا ہے یا بن شحن ظن کہ اگر اسرائیلیات مین بھی
ہوتا تو موجود و نشان کو انکار نبوت آنحضرت سے کیون ہوتا حالانکہ کلام اللہ شریف مین موجود
ہے فرماتا ہے یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل اور بھی فرماتا ہے یحرفونہ
کا فخر وہ کون اپنا بچھڑا اور حال اونکے عناد اور حق پوشی اور بیدیانتی کا بھی کھول دیا ہے
یحرفون الکلم من بعد مواضعہ الآیۃ وقد کان فریق منھم یسمعون کلام اللہ ثم
یحرفونہ من بعد ما عقلوہ الآیۃ کوئی توراۃ و انجیل کے محرف ہونے سے
انکار کرتا ہے غرضکہ اس قسم کے بیشمار فسادات روز بروز پیدا ہوتے ہین اور نئے
نئے رخنے دین اسلام مین موجود ہوتے ہین لیکن شکر ہزار شکر کہ اس ملک ہند مین بھی اون تک
حامی دین اسلام اور شریعت کے ہادی اور امام موجود و مشہور و معروف ہین کہ ہر طرح سے جماعت
بیدینون کے فتنون کے بند کرنے مین اور شیاطین کے وسوسون کو دفع کرنے مین مشغول اور
مصروف ہین بلکہ عنایت الٰہی ایسی شامل حال امت حضرت رسالت پناہی ہے کہ خود اون
مفسدون کے ہم مذہبون اور مستندون کے اقوال سے اونپر حجت تمام ہو جاتی ہے بلکہ خود
اونہین مفسدین کے کلام سے بمقتضاے آنکہ دروغگو را حافظہ نباشد اونپر نوبت الزام کی
ایسے سامان تقدیرات الٰہیہ سے اکثر اہل اسلام گمراہی سے بچ جاتے ہین اور اون مفسدین
پر تحریرا و تقریرا الظفر پاتے ہین یا ان جو لوگ مصداق ختم اللہ علی قلوبہم کے ہین وہ اپنی
ضلالت پر پھر بھی عمدا قایم رہکر جاہلون کو فریب کرکے کہیہ سے توقع پاکر بہکاتے ہین اور عوام کالانعام
وسے نابیات مین پھنس جاتے ہین مگر پھر جاے دم زدن نہین تقدیر الٰہی سے اسمین
بھی حکمت نامتناہی سمجھے ہیچ ہی سے ه دوزخ کر البوزکر دو لہب نباشد مصداق حال اس تمہید کا
یہ ہے کہ مولوی اسمعیل دہلوی نے جو معتقدات ائمہ اسلام و مستحبات فقہاے کرام
و اولیاء عظام کو باتباع اتباع عبد الوہاب نجدی کے بدعت شرک کفر ٹھہرا کر وہ عقاید فاسدہ اپنے
رسالون مین لکھے جس سے خواہ مخواہ ملکہ کذا کا عقائد اہل سنت پر لازم آوے منجملہ اونکے ایک
یہ ہے کہ بحث انکار امتناع کذب حق سبحانہ مین رسالہ یکروزی مین فرمایا عقد قضیہ غیر مطابقہ
للواقع والقای آن بر ملائکہ و انبیا خارج از قدرت الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی

زائد از قدرت ربانی است پس عقیدہ قضیہ غیر مطابقہ للواقع والثانی ان یرجع المطیعین فیصدا الکافر
انسانی است الخ قطع نظر اس سے کہ جناب مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی نے کتاب تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی
رد بلیغ کیا اور وہ کتاب مسجل ہوئی بمواہیر اعیان دہلی مانند مولانا رشید الدین خان صاحب تلمیذ رشید
شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی علیہ الرحمہ و مخصوص اللہ صاحب صاحبزادہ مولوی رفیع الدین صاحب
دہلوی وغیرہ کے قابل ملاحظہ یہہ امر ہے کہ مولوی حیدر علی صاحب ٹونکی نے جو ہم مذہب
اور ہم استاد اور ہم پیر ارشاد مولوی اسمعیل صاحب کے تھے اور علوم و فنون مین ان سے
فائق سمجھے گئے کہ مولوی اسمعیل صاحب کو اون سے کچھہ بھی نسبت نہ تھی باوجود ہم مذہبی و ہم پیری
و ہم استادی کے اس عقیدہ کے کفر ہونے کو مسلم رکھا اور اپنی برأت اوس سے ظاہر کی
سبحان اللہ کیا خدا کی قدرت کا سامان ہے سچ ہے کفی اللہ المؤمنین القتال کے یہی شان ہے
یہ تو قضیہ اگلے زمانہ کا ہے اب نیا حادثہ قابل تماشا ہے اور وہ یہہ کہ مولوی اسمعیل
صاحب اور مولوی حیدر علی صاحب نے وجود برابر و مشارک آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم آپکے فضائل و کمالات مین نفس الامر مین معدوم اور ممتنع بالغیر ٹھہرایا اور اوسکے
منکر پر تکذیب نصوص کا الزام قائم کیا با این ہمہ چند مدت سے بعض وہابیہ اسماعیلیہ بعض
آدمیون کے سامنے بعض مواقع پر عالم مین موجود و متحقق ہونا مساوی و برابر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم آپکے صفات کمالیہ مین چھپی دبی زبان سے اظہار کرتے تھے لیکن وقت
تحریر و تقریر و مناظرہ و مکاتبہ کے صاف اوس اعتقاد سے انکار کرتے تھے مولوی
امیر حسن سہسوانی اس فتنہ کی اشاعت کے تحریرا و تقریرا بانی ہوئے اور وہی اسکے
اثبات کے بکمال جانفشانی ہوئے اولا ایک رسالہ افادات تزابیہ نام اپنے شاگرد کے
نام سے چھپوایا اور خود اوسکو اپنے احباب کو تقسیم فرمایا اوسمین ایک روایت شاذہ سے
کہ منسوب طرف حضرت ابن عباسؓ کے ہے حدیث شریف ٹھہرا کر استناد کیا اور پھر اوس سے
مستنبط یہہ اعتقاد کیا پھر اوسکے ذکر سے اپنی مجالس وعظ کو آباد اور منکرین فضیلت حضرت
افضل المخلوقات صلی اللہ علیہ وسلم کو بنہایت شاد کیا حالانکہ یہہ استدلال غلط ہے اسلیے کہ تحقیقا
و الزاما ہر طرح سے محل کلام ہے تحقیقا اس واسطے کہ اولا استدلال کو صحت مین اس

حدیث ہر قسم صحیح و حسن و ضعیف بلکہ موضوع ہم یافتہ میشود کما نقل السیوطی عن ابن جریر الی
ان قال در کتاب ابن جریر احادیث ہر قسم موجود اند اور مولوی نذیر حسین صاحب دلیل المحکم
میں شاہ عبد العزیز صاحب سے نقل فرماتے ہیں و طبقہ چہارم احادیثے کہ نام و نشان آنہا در
قرون سابقہ معلوم نبود و متاخران آنرا روایت کردہ اند پس حال آنہا از دو شق خالی نیست
یا سلف تفحص کردند و آنہارا اصلی نیافتند تا مشغول بروایت آنہا می شدند یا یافتند و دران قدحے
و علتے دیدند کہ باعث شد ہمہ آنہارا بر ترک روایت آنہا و علی کل تقدیر این احادیث قابل
اعتماد نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا عملے بآنہا تمسک کردہ شود الخ اور اوسی میں تفسیر ابن جریر کو
شمار کیا ہے دوسرے اور تیسرے مخرج تصحیح بعد ابن جریر کے حاکم و بیہقی ہیں قطع نظر اس سے
اونکے کلام میں اس روایت کی صحت کا صراحۃ ذکر نہیں صرف اسناد کی صحت مذکور ہے
اور قطع نظر اس سے کہ ذہبی نے اوسکی صحت اسناد کو بھی مسلم نہیں رکھا ہے اور قطع نظر
اس سے کہ بے اعتبار ہونا حاکم کی تصحیح کا بستان المحدثین شاہ عبد العزیز صاحب میں بھی
مسطور ہے ان دونوں کی روایت میں عطار ابن سائب ہیں اور وہ مختلطین سے ہیں پس
روایت ان دونوں کی قابل حجت نہیں جب تک ثابت نہو کہ قبل اختلاط کے
روایت ہے ثانیا اسکا حدیث مرفوع یعنی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہونا ثابت
نہیں کیا اور مائۃ المسائل میں روایت ابن جریر کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یاتی قبور الشہداء علی رأس کل حول کے متعلق لکھا ہے معہذا نزد محدثین این حدیث
متصل الاسناد مرفوع ہم نیست پس نزد ایشان صحیح نباشد و وقتیکہ یقین بر صحت آن نشد در مقام
استدلال بر جواز شئے و عدم آن آوردن نشاید الخ اور اربعین میں فرمایا ہے تا وقتیکہ
روایات صحیحہ مرفوعہ متصل الاسناد نباشد از درجہ اعتبار ساقط است اگرچہ بعض افراد در کتاب
خود نقل کنند الی آخرہ ثالثا مولوی امیر حسن صاحب کو تحقیق نہیں کہ اونکے امام مولوی نذیر حسین
صاحب دلیل المحکم میں فرماتے ہیں خبر عدل واحد مفید عقیدہ نمی شود بلکہ موجب عمل در
احکام میگردد الی ان قال اعلم ان المقصود فی الحقائق الاعتقاد فلا یفید خبر
العدل الواحد فلا تقبل فیہا لان الاعتقاد لا یحصل مع الظن بخلاف الاعمال

فان العمل بجامع مع مظنة الظن كذا في شرح التحرير لمولانا عبد العلي الى اخره
پس یہہ روایت جسکے حدیث آحاد ہونے مین بہی کلام ہے کب مفید اعتقاد
ہوسکتی ہے رابعاً آپ کے امام الائمہ مولوی حیدر علی صاحب کلام الفاضل مین
فرماتے ہین حق تعالے حبیب خود را صلے اللہ علیہ وسلم افضل جمیع مخلوقات
ساختہ اور اوسی مین ہے اجماع بر فعلیت و وجود افضلیت است و انکار آن کفر است
الی اخرہ غرضکہ بوجوہ کثیرہ وہ ضلال اور اوسپر اس روایت سے یہہ استدلال
باطل ہے یہان صرف کفایت کیجاتی ہے بالجملہ جب مولوی امیر حسن صاحب کا
عقیدہ تحریراً و تقریراً مشہور ہوا حضرت قطب فلک تحقیق معقول و منقول مرکز
دائرۂ فروع و اصول ناصر اسلام و المسلمین قامع اساس الملحدین جناب ہدایت مآب
مولانا حافظ سید عبد الصمد صاحب تقوی سہسوانی ادام اللہ علومہم و مجدہم تلمیذ رشید
جناب مستطاب مولانا محمد عبد القادر صاحب دامت فیوضہم نے رسالۂ ائی دات
محمدیہ راد شکوک واہیہ نجدیہ کہ بہی اوسکی تاریخ ہبی مولوی امیر حسن صاحب کی خدمت مین
کروہ اونکے بہوپا ہوتے ہین بنظر اخلاص و ہدایت گذرانا کہ جسکے جواب سے ابتک
بہوپا صاحب عاجز ہین پہر بمقام سہسوان بہوپا صاحب کو علی الاعلان مناظرہ و تقریر مین
فہمایش کی آخر الامر جناب بہوپا صاحب گہبرا کر فرمانے لگے کہ میرا سر پہٹا جاتا ہے
میرے سر مین درد ہونے لگا مجہکو نیند آتی ہے غرضکہ اس قسم کی پریشان تقریرین کرکے
اپنی علاحدگی اختیار فرمائی اور چندے اس عقیدہ کے اجراء سے سکوت فرمایا
بعد چندے لوگون کو غافل سمجہکر پہر جب مولوی امیر حسن صاحب نے مکان پر نواب
فتح علی خان صاحب رئیس سہسوان کے مجلس وعظ مین وہی عقیدہ ظاہر فرمایا اور درمیان
مولوی امیر حسن صاحب سہسوانی اور جناب مولوی سعادت اللہ صاحب بدایونی کے کہ
وہ بہی تلامذہ مولانا عبد القادر صاحب دامت فیوضہم سے ہین بواسطہ نواب صاحب کے
مناظرہ تحریری ہوا بعد تہوڑی تحریر کے پہر مولوی امیر حسن سہسوانی بند ہوگئے چنانچہ
نواب صاحب نے اپنے خط آخر مین جو بنام مولوی سعادت اللہ صاحب کے بہیجا انکار کرنا

مولوی امیرحسن صاحب کا جواب بھیجنے سے تحریر فرمایا ہے اور جو کچھ جناب مولوی سید عبدالصمد صاحب سہوانی اور مولوی سعادت اللہ صاحب بدایونی وغیرہ تلامذہ جناب مولانا مولوی محمد عبدالقادر صاحب دامت فیوضہم پر موقوف نہیں جس کسی مسلمان دیندار اہل علم نے یہہ عقیدہ وسنا اوسپر نفرین وملامت کی یہانتک کہ مولوی امیرحسن صاحب کے موافقین ومقبولین نے بھی یعنی معتقدین ومتفقین وتلامذہ ومسترشدین مولوی اسماعیل صاحب دہلوی اور مولوی اسحٰق صاحب دہلوی نے بہی مانند جناب مولوی عالم علی صاحب مرادآبادی اور نواب صدیق حسن صاحب بہادر قنوجی اور مولوی عبدالرحمن صاحب پانی پتی اور مولوی عبدالرب صاحب دہلوی اور مولوی سراج احمد صاحب سنبہلی وغیرہم علماء ٹونک وبہوپال وکانپور وپانی پت وغیرہا کے اونکے اعتقاد کی ضلالت اور اونکی استدلال کی جہالت ظاہر کی بلکہ بہت سے ان علماء میں سے اس عقیدہ پر حکم کفر کا صادر فرمایا ہے کہ وہ فتوے علاحدہ رسالہ میں مندرج ہیں غرضکہ مطلب مولوی امیرحسن صاحب کا جو اس فتنہ کی اشاعت سے تہا ہرگز حاصل نہوا کہ ذلت بھی شدید ہوئی اور موافقین بھی مخالف ہوگیے لعن وطعن کرنے لگے بجز اونکے فرزند دلبند یا اور دوتین باطل پسند کے کوئی شریک نہوا قدرت الہی سے اونکے بھی عالم غیب سے سامان فضیحت مہیا ہوئے اور تمام جہان میں رسوا ہوئے منجملہ اونکے فرزند دلبند کا یہہ مذکور ہے کہ واقعہ شیخوپور مشہور نزدیک ودور ہے خلاصہ اوسکا یہہ ہے کہ برادر صاحب والامناقب جناب شیخ شرف الدین صاحب فریدی فاروقی اور برادر صاحب عالی مناصب جناب شیخ ذوالفقار الدین صاحب نے مجلس مبارک ذکر شریف حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی اپنے مکان پر منعقد فرمائی اور جناب مستطاب حضرت مولانا مولوی محمد عبدالقادر صاحب دامت برکاتہم کو بھی موافق دستور قدیم کے اطلاع کی مولانا صاحب وہان تشریف لائے وہان جاکر معلوم ہوا کہ مولوی امیر احمد صاحب سہوانی بہی کہ شاگرد مولوی صاحب کے ہین حسب الاتفاق ایک مقدمہ مین حاضر شیخوپور ہین اور جس مکان مین وہ مقیم ہین اوسی مکان خاص مین اہل اسلام واسطے استماع ذکر شریف حضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام جمع ہونگے حضرت

مولانا صاحب کو بلحاظ شفقت استادانہ کے بہت سرور ہوا کہ مسئلۂ افضلیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اور موجود ہونے مشارک ومساوی آنحضرت کا خصائص وخیرہ داخونج مین آج بیان کیا جائیگا اور جو شبہات اونکو اسکے انکار مین پیش ہین آج اثناء ذکر شریف مین آویگا بخوبی اونکے سامنے رد کیا جائیگا کیا عجب ہے کہ ہدایت پاوین اور راہ راست پر آجاوین جب حضرت مولانا صاحبنے وہان کا عزم فرمایا مولوی امیر احمد صاحب سنتے ہی اِس خبر کے کافور ہوگئے اور مولانا صاحبنے وہان جاکر وقت مغرب سے قریب نصف شب تک فضائل مخصوصہ اور کمالات خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمائے اور ہر روایت سے تردید اونکے الحاد جدید کی بخوبی فرمائی یہان تک کہ گمراہی معتقد عقیدہ موجودہ ومتحقق ہونے برابر آنحضرتؐ کی بخوبی ذہن نشین حاضرین محفل ہوگئی باوجود امتداد مدت وعظ کے مولوی امیر احمد صاحب آخر تک فرار رہے جب مجلس شریف تمام ہوئی اور مولانا صاحبنے معاودت طرف مکان فرودگاہ کے کی مولوی امیر احمد صاحب صحرا نوردی اور بادیہ پیمائی سے طرف آبادی کے آئے اونکا آنا اور لوگون کا چارون طرف سے مسئلۂ موجود ومتحقق ہونے امثال مین بحث کرنا اور آنکا حال دریافت کرنا جب دیکھا کہ اِس مسئلہ کی شامت سے یہان بھی مثل سہسوان نوبت دگرآتی ہے اپنی چالاکی سے عوام کو منحرف کرنے اور دوسری بحث مین ڈالدینے کے لئے یہہ جال پھیلایا کہ مولوی عبد القادر توحق سبحانہ کے قادر مطلق ہونے کے منکر ہین اور اللہ جل شانہ کے عاجز ہونے کے قائل چنانچہ رسالۂ ہدیۂ احمدیہ اور افادات صمدیہ سے جو تصنیف اونکے تلامذہ کے ہین اور سب کے پاس اب موجود ہین یہہ بات ثابت ہے حافظ فدا علی صاحب کہ رشتہ کے چچا اور ہم مذہب وہم صدا مولوی امیر احمد کے تھے اس کام پر مستعد ہوئے کہ اِسی وقت جاکر جناب مولوی صاحب سے اِس مسئلہ کو دریافت کرین کہ بعد نماز صبح کے وہ اپنے گھر کو تشریف لیجاوینگے حافظ صاحب تشریف لائے اور اوس وقت برادر صاحب جناب شیخ ذو الفقار الدین صاحب اور سید ظہیر الدین خان صاحب دہلوی اور مولوی سید عبد الصمد صاحب سہسوانی اور مولوی قاضی معین الدین صاحب

ساکن بمبئی اور مولوی غلام غوث صاحب عباسی بدایونی موجود تھے حافظ صاحب نے مسئلہ قدرت کا مولوی سید عبد الصمد صاحب سے کہ مؤلف افادات صمدیہ کے ہین دریافت کیا اور کہا کہ مولوی امیر احمد بحوالہ افادات صمدیہ اور ہدیہ احمدیہ تمہاری نسبت عقیدہ عاجز ہونے اور قادر مطلق نہونے حق سبحانہ کا ادعا کرتے ہین مولوی عبد الصمد صاحب نے اونکو جواب شافی دیدیا پھر بھی حافظ صاحب نے جناب مولانا صاحب سے پوچھا مولانا صاحب نے فرمایا کہ یہہ محض افترا ہے اون رسالون مین کسی مقام پر حق سبحانہ کے عاجز ہونیکا ذکر نہین ہے اون رسالون مین ممکن ہونا برابر و مساوی و مشارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آپکے کمالات شخصیہ مین ثابت کیا ہے اور شبہات امکان کو باطل کیا ہے سو اسمین بھی تصریح ہے اس بات کی حق سبحانہ قادر ہے محض اپنی قدرت سے حضرت کو پیدا کیا اور مرتبۂ نبوت بخشا اور خاتم النبیین کیا اور دوسرے کمالات شخصیہ عطا فرمائے اگرچہ یہہ مراتب و کمالات حضرت سے سلب کرنے و دوسرے کو عطا فرمادے بنظر عقل کے ممکن ذاتی ہے اللہ تعالے کی قدرت مین داخل ہے اگرچہ بسبب خلاف معلوم و خبر الہی ہونے کے بعض اہل سنت کے قول کے بموجب قدرت مین داخل نہین لیکن ہمارا مذہب یہی ہے کہ قدرت مین داخل ہے ہان البتہ کمالات شخصیہ مین شرکت و برابری ممتنع عقلی ہے شاید دو امر سے مخالفین نے یہہ دہوکا کہایا ہوگا ایک یہہ کہ اون رسالون مین حق سبحانہ کے عیوب نقائص کے قدرت الہیہ سے خارج ہونے کا ذکر ہے دوسرے یہہ کہ اجتماع النقیضین و اجتماع الضدین کے مصادیق کے داخل تحت قدرت نہونے کا ذکر ہے سو ان دو امرون سے کسی طرح انکار قادر مطلق ہونیکا اور اثبات عجز کا لازم نہین ہوتا ہے کتب عقائد اہل سنت سے یہہ امر ثابت ہے علاوہ برین مولوی حیدر علی صاحب ٹونکی کے کلام سے بھی یہہ بات ثابت ہے عزیزم مولوی امیر احمد تو کتب کلامیہ سے شاید اچھی طرح واقف بھی نہون تم شفقتی مولوی امیر حسن صاحب سے سہسوان مین جاکر یہہ مسئلہ دریافت کرلینا مولوی غلام غوث صاحب نے کہ ہمدرس مولوی مولوی امیر احمد کے ہین یعنی دونون صاحب ایک ہی زمانہ کے شاگردان مولانا صاحب سے ہین حسب استدعا حافظ صاحب کے سوال اجتماع النقیضین کے قدرت الہی مین داخل ہونے نہونیکا

لکھہ دیا صبح کے وقت جواب اوسکا لکھا ہوا مولوی امیر احمد کا ہو پہنچا جسمین اقرار کیا
کہ اجتماع النقیضین قدرت الہی مین داخل نہین اور ساتھہ اوسکے دو سوال اور بھی
آئے کہ شیطان اور یزید کی مثل پر اللہ سبحانہ قادر ہے یا نہین الخ جناب مولانا
عبد القادر صاحب نے جماعت مسلمین سے جو اوس وقت حاضر تھے فرمایا دیکھو کہ عزیزم
امیر احمد خود اجتماع النقیضین پر حق سبحانہ کو قادر نہین بتاتے ہین لیکن عوام کے دہوکہ دینے
کو اہل سنت کو منکر قدرت اور اپکو قائل قدرت ٹھہراتے ہین اور یہہ سوال اونکا گریز بعد
گریز ہے مسئلہ موجود و متحقق ہونے مثال آنحضرت کی بحث مین جسکا سائلون نے اصل
سوال کیا تھا بحث افادات صمدیہ وغیرہ کی کہ متعلق ہے امتناع و عدم مقدوریت مساوی
آنحضرت سے کہ مصداق اجتماع النقیضین کا ہے پیش کردی جب خود اجتماع النقیضین پر
خدا تعالی کا غیر قادر ہونا مان چکے تو اب مساوی آنحضرت کی بحث سے گریز کر کے یہہ سوال
مثل شیطان و مثل یزید وغیرہ کا جاہلون کے بہکانے کو پیش کرتے ہین ہر چند اہل
عقل پر خرافت میان امیر احمد کی بخوبی منکشف ہو گئی لیکن جناب مولانا صاحب نے بخیال
حق شاگردی فہمایش اونکی مناسب جانی مولوی غلام غوث سے اون سوالون کا بموجب
اونہین کے اقرار کے جواب لکھوا دیا کہ حاصل اوسکا یہہ کہ قدرت حق تعالی سے بیشک
یزید وغیرہ کا مثل فسق و فجور مین بلکہ زائد اون سے ممکن بلکہ واقع ہے اور اسی طرح
شیطان کا مثل بھی بلکہ بڑھکر اوس سے برائیون مین بے شک اللہ جل شانہ کی قدرت مین
داخل ہے البتہ اولیت تبدیل سنت رسول اللہ کی صفت مثلاً جو یزید مین ہے یعنے سب سے پہلے
حکام مین جسنے تبدیل سنت کیا وہ یزید ہے یا صفت اول من عصی کی مثلاً جو ابلیس مین ہے
یعنی شیاطین مین جسنے پہلے نافرمانی کی وہ ابلیس ہے اس صفت خاصہ مین شریک
ہونا دوسرے کا مصداق اجتماع النقیضین ہے جسکو مولوی امیر احمد بموجب اپنے اقرار کے
داخل قدرت الہیہ نہین ٹھہراتے ہین اور یہی حال ہے سب افراد و مصادیق اجتماع النقیضین کا
کہ وہ سب فردین بے انتہا بتصریح علم کلام و تسلیم مولوی امیر احمد داخل قدرت نہین ہین فقط
اور ساتھہ اس جواب کے مولوی غلام غوث صاحب نے پھر جواب سوال اصل بحث کا یعنی

استفادہ موجود ہوے نے مثل آنحضرت کا بھی جسکے اظہار سے شیخو پور مین میان امیر احمد بار بار گریز کرتے تھے حالانکہ منشار تمام بحث کا وہی تھا طلب کیا اور بوساطت جناب برادر صاحب شیخ شرف الدین صاحب کے اونکے پاس پہونچا دیا دو پہر کے بعد جواب آیا جسمین صدق مساق فی المثال پر کفایت کی یعنی اولیت کی صفت مین بحث شروع کی کہ وہ مانع تعدد کو نہین ہے اور اصل مسئلہ سے پھر بھی گریز کی اور ایک چالاکی بہت بڑی کی کہ شروع جواب مین مخاطبہ جناب مولانا صاحب سے شروع کر دیا بعد آسنے اس جواب کے بر چند حاضرین نے کہا کہ اس طرف کی پہلی تحریر مین مولوی غلام غوث صاحب کا نام مندرج ہونے سے رہجیا تھا اس سبب سے مولوی امیر احمد کو گنجایش اس مخاطبہ کے ہوئی اسکی تنبیہ کر دینا ضرور ہے جناب مولانا صاحب نے فرمایا کہ یہہ بات بیجا ہے جب ہمارے نزدیک یہہ تحریر صحیح ہے تو ہمارے نام کے لکہہ دینے مین کچھہ قباحت نہین علاوہ برین مولوی غلام غوث صاحب کے نام کے اندراج مین میان امیر احمد کو ایک حیلہ قطع بحث کا ملجائیگا اور اصل بحث جسکو وہ بار بار ٹالتے ہین اور سب آدمی اوسکے مشتاق ہین رہجائیگی او نکو نفسانیت منظور ہے اور ہمکو تو اونکی ہدایت مقصود ہے پھر جواب اوسکا مولوی غلام غوث صاحب سے لکہوا دیا بعد مغرب پھر جواب آیا لیکن اوسمین بھی جواب اصل بحث سے گریز اور الفاظ کے معانی مین کلام اوسیوقت اوسکا جواب بھی بھیجدیا گیا غرضکہ مولوی غلام غوث صاحب کی طرف سے تو فوراً جواب جاتا تھا اور اوس طرف سے دو دو پہر مین آتا تھا با این ہمہ ہر جواب مین اصل مسئلہ مبحوثہ سے گریز ہوتی اور حیلہ و حوالہ آیندہ کا ہوتا تھا اور وہی باتین جنکا دفع افادات صمدیہ و ہدیہ احمدیہ وغیرہ مین بخوبی مذکور ہے پیش کر دیتے تھے بالآخر برادر صاحب جناب شیخ شرف الدین صاحب اور سب حاضرین کی رائے نے اسپر قرار کیا کہ میان امیر احمد اجتماع النقیضین کی افراد و مصادیق غیر متناہیہ کے داخل قدرت حق سبحانہ تعالی ہونے سے صاف منکر ہین صرف چند مثالون مین عوام کے دہوکہ دینے کو بار بار نزاع لایعنی کر رہے ہین واسطے گریز کے اصل بحث سے پس اس طرح سلسلہ اس قسم کی تحریر کا کبھی منقطع نہوگا اوس وقت

شیخ صاحب بجماعت کثیر میان امیر احمد صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ قدرت الٰہی مین تو
تم اجتماع النقیضین کی فردون کے داخل کہنے سے انکار کرتے ہو مگر بعض مثالون مین
تمکو بحث ہے کہ اجتماع النقیضین انپر صادق ہے یا نہین اس نزاع سے سائلین کی بحث کو
کچھ تعلق نہین تم اپنا عقیدہ اصل بحث مین بیان کرو اوس وقت مولوی امیر احمد نے موجود
متحقق ہونے شش امثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آپکی ماہیت وصفات کمال مین
اپنا عقیدہ ظاہر کیا شیخ صاحب نے اوس وقت ایک فتوی مولوی عالم علی صاحب مرادآبادی کا
جو پیشواے طریق مولوی امیر احمد کے اور مقبول ومسلم اس فریق کے ہین اور وہ
فتوی پیش کیا ہوا اونہین کے ہم مذہبون کا تھا اونکو دکھلایا اور بہت طرز معقول سے
فہمایش کی مولوی امیر احمد کو کچھ جواب بن نہ آیا آخر کو لاجواب ہوکر کہا کہ میرا یہی عقیدہ ہے
خواہ کوئی کافر کہے یا مرتد اور مین مولوی عالم علی کا مرید نہین اوس وقت اونکے موافق بھی
اونکے مخالف ہوگئے پھر جناب برادر صاحب شیخ محمد شرف الدین صاحب نے فرمایا کہ اب تک گفتگو
امکان وامتناع امثال مین تھی لیکن جب اقرار موجود ہونے کا ہے تو وہ پہلی گفتگو سب
بیفائدہ ہے اور شیخ صاحب نے رسالہ افادات صمدیہ مولوی امیر احمد کو دیا اور کہا کہ تمہاری
شبہات کا جواب اسمین موجود ہے اسکو دیکھ لو مولوی امیر احمد نے کہا کہ افادات صمدیہ
میرے پاس موجود ہے اور جواب اسکا سہسوان سے مین جاکر بھیجونگا جب مولوی امیر احمد
نے اس طرح اپنا پیچھا چھوڑایا شیخ صاحب نے جناب مولانا صاحب سے آکر کہا کہ اب یہہ بحث
تمام ہوگئی جس وقت میان امیر احمد جواب افادات صمدیہ کا اور جو کچھ تحریر تازہ اور لکھکر
بھیجینگے آپکے پاس پہونچا دونگا پھر برادر صاحب شیخ محمد شرف الدین صاحب نے جناب مولانا صاحب کو حسب دستور
قدیم رخصت کردیا اسقدر امر بالمشافہ جماعت کثیر موافق ومخالف کے پیش آیا لیکن مولوی
امیر احمد نے اپنے وعدہ کو تو پورا نکیا مگر چالاکی سے براہ تظافر اخبار کانپور مین جسکا لقب
شعلہ طور رکھا گیا ہے پرچہ مطبوعہ ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۸۷۱ء مطابق ۲۴ رجب سنہ ۱۲۸۸ ہجری مین
یہہ خبر اس طرح چھپوائی کہ مقام شیخوپور مین درمیان مولوی امیر احمد صاحب اور مولوی
عبد القادر صاحب کے مسئلہ امکان مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین بحث ہوئی بروز دوم

مولوی عبد القادر صاحب نے عار فرار گوارا کی جب اہل شیخو پور نے اودہ اخبار مین
اوسکا رد و جواب چھپوایا تب دوسرے پرچہ شعلہ طور مورخہ اکتیسوین نومبر ۱۸۷۴ع
مطابق ساتوین رمضان المبارک ۱۲۹۱ ہجری مین اوسکا جواب چھپوایا جس مین راقم نے
بہت طول کیا اور اپنا دیکھنا تحریرات طرفین کو بیان کیا کہ خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ راقم نے
فی الحال تحریرات طرفین کا جسکی نقل اس شہر مین آئی ہے ملاحظہ کیا اوس سے ظاہر ہے کہ درمیان
مولوی عبد القادر صاحب اور مولوی امیر احمد صاحب کے بحث اسمین ہوئی کہ اللہ تعالی آنحضرت کے
مشابہ پیدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے یا نہین مولوی عبد القادر صاحب کی دلیل یہ ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اول المخلوق و خاتم النبیین ہین اور اول و خاتم مین تعدد نہین ہو سکتا ہے کہ مصداق اجتماع النقیضین ہے اور
اسکے جواب مین مولوی امیر احمد صاحب نے بہت کچھ لکھا اور اس بات کو فرض کر کے کہ اول و آخر مین تعدد نہین ہو سکتا ہے لکھا کہ
تعدد نہ ہو سکنا اول و آخر کے مفہوم مین اگر تسلیم کیا جاوے تو بہ نسبت اوس امر کے ہوگا جسکی نسبت اولیت و آخریت لگائی ہو اور جبکہ
خدا کو قدرت ہے کہ ایک عالم اور مانند اس عالم کے پیدا کرے تو ہو سکتا ہے جیسے اس عالم مین آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم اول المخلوق اور خاتم النبیین ہین ویسے ہی اوس عالم مین بھی ایک
نبی اول المخلوق اور خاتم النبیین ہو دوسرے تعدد نہ ہو سکنے سے لازم نہین آتا ہے کہ
آنحضرت کی مثل پر خدا تعالے کو قدرت نہو دیکھو وجود زید و عدم زید مین اجتماع النقیضین
ہے باوجود اسکے خدا تعالے ہر آن مین قادر ہے عدم زید پر و وجود زید پر بھی وجود
زید سے قدرت عدم زید کی نہین جاتی ہے آنحضرت کے خاتم النبیین کر دینے سے
قدرت دوسرے شخص کے خاتم النبیین کر دینے کی نہین جاتی ہے شعلہ طور ۱۲ اگرچہ
مولوی امیر احمد اور اونکے احباب نے اس مسئلہ کو اس حکمت کے لئے کہ ذلت نہو اصل
بحث قرار دیا تاہم بمقتضاے ع می تراود بزبان آنچہ در آوند دل است + بیساختہ
اوسی پرچہ مین یہ بھی لکھہ گئے اور چھہ مثل نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا موجود ہونا
جو خلاف مرضی اخبار اودہ مین قول مولوی امیر علی صاحب کا قرار دیا ہے سو اوسکی کیفیت
یہ ہے یہ مضمون حدیث حضرت ابن عباس کا ہے کہ اونہون نے فرمایا ہے سات
زمین ہین ہر زمین مین ایک آدم ہے مانند آدم تمہارے کے اور ایک نوح ہے مانند

نوح تمہارے کے اور ایک ابراہیم ہے مانند ابراہیم تمہارے کے اور ایک عیسی ہے
مانند عیسیٰ تمہارے کے اور نبی ہے مثل نبی تمہارے کے چنانچہ اس حدیث کو حاکم نے مستدرک
مین اور بیہقی نے شعب الایمان وغیرہ مین روایت کیا ہے اور حاکم و بیہقی نے کہا ہے کہ
اسناد اس حدیث کی صحیح ہے شعلۂ طور ۱۲ حق سبحانہ کو جو ان بیقیدون کی تذلیل
منظور تھی بمجرد اسکے ہر ایک طرف سے رد اس الحاد کا چھپنا شروع ہوا چنانچہ دبدبۂ سکندری
اور قاسم الاخبار اور کارنامہ اخبار اور نور الانوار وغیرہ سے یہہ سب ظاہر ہے یہانتک
شعلۂ طور مین بھی پرچۂ مورخہ ۲۶ رجون ۱۸۷۳ء مطابق چھبیسوین ربیع الاول شریف ۱۲۹۰ھ نجم
قدسی مین اس الحاد کے رد مین خط محمد ارشاد مرشد آبادی کا چھپا بجز عبد العزیز انجم
تخلص سہوانی اور دوسرے چند شخصون کے نام سے تقریرات پریشان شعلۂ طور مین
مطبوع ہوتی رہین اور رد اونکا نور الانوار کانپور مین مولوی عبد الرحمن خان صاحب اور
مولوی عبد الغفار صاحب وغیرہ چھاپتے رہے **اب** لاچار ہو کر مولوی امیر احمد صاحب
اور اونکی اتباع نے ایک رسالہ بنام مناظرۂ احمدیہ مشہور کیا جسمین تقریرین شیخو پور کے
اوّل مین ایک بیان سراپا ہذیان بطور تمہید اور آخر مین چند خرافات واہیات بنام تحریر
اخیر کے ملا کر چھاپے ہین ہر چند اوسمین منشار نزاع اور شروع بحث کو بھی بدل دیا ہے
اور تحریرون مین بھی کچھہ کچھہ تصرف جا بجا کیا ہے لیکن قطع نظر اوس سب سے مصادیق
اجتماع النقیضین کے قدرت الٰہیہ مین داخل ہونے سے اب بھی انکار ہے اور اجتماع النقیضین
بلکہ سب ممتنعات عقلیہ پر خدا تعالے کے غیر قادر ہونیکا اقرار ہے اور اعتقاد چند شخصون کے
عالم مین موجود ہونیکا مثل جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسری زمینون پر
اظہار ہے بلکہ معاذ اللہ اسی امر کے صحابہ و تابعین و سلف صالحین بلکہ جناب رسالت مآب
صلے اللہ علیہ وسلم کے عقیدہ ہونے پر اصرار ہے پس تمام سعی اونکی اور اونکے پدر بزرگوار
کی اس رسالہ کے اشتہار مین بیکار ہے امر اوّل واسطے دفع اونکے الزام کے جو اہل
سنت پر جاہلون کے بہکانے کے واسطے عجز حق سبحانہ کا معاذ اللہ لازم کرتے ہین جواب
شافی و وافی ہے اور امر دوم واسطے اظہار اونکی ضلالت و جہالت و افترا پردازی و

سخن سازی کے کافی ہے پھر اس شناعت کی اشاعت عقلاء کے نزدیک زیادہ تر موجب
رسوائی ہے کچھ مفید نہیں ہاں اگر کوئی جاہل لایعقل اس دہوکے میں آجاوے تو کچھ
بعید نہیں بہرحال تنبیہ حال بہی ضرور ہے کیا عجب ہے کہ وہ بہی امر حق سمجھانے سے
سمجھ لین اگر خدا کو منظور ہے لہذا یہہ رسالہ احقر العبید محمد فضل المجید فاروقی فریدی
قادری نے لکھا اور تحقیقات محمدیہ حل اوہام نجدیہ کہ یہی اسکی تاریخ بہی ہے اس
رسالہ کا نام رکہا تردید تمہید قولہ تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے الی قولہ وہ تحریر دوسرے
دن کے شیخ محمد شرف الدین صاحب کے پاس بھیجی گئی شیخ صاحب نے اسکو نہ لیا اور کہا میں نہیں سکتا
مولوی عبدالقادر صاحب مجکو منع کر گئے ہین الخ اقول جواب اس تلمیح شنیع کا یہہ ہے
کہ پہلے اس سے مولوی امیر حسین صاحب سہرانی اور اُنکے فرزند دلبند نے بریلی مین
بہی اسی قسم کی تلبیسات زبان سے نکالی تہین عمائد و ارکان بریلی نے تحقیق اس امر کی
برادر صاحب جناب شیخ محمد شرف الدین اور دیگر ثقات حاضرین جلسہ سے چاہیئے چنانچہ
محضر لکہا ہوا اکرمی معظمی مولوی محمد حامد بخش صاحب کا مصدق ہوا مہر و دستخطہاے جناب
برادر صاحب شیخ محمد شرف الدین صاحب اور شیخ ذوالفقار الدین صاحب اور شیخ
وجیہ الدین صاحب و شیخ حمید الدین صاحب و شیخ غلام امام صاحب و شیخ تجمل حسین صاحب و
شیخ ولایت حسین صاحب و شیخ ریاض الدین صاحب و سیف اللہ خان صاحب و مولوی
محمد شمس الاسلام صاحب و شیخ نعیم الدین صاحب و شیخ اقتدار الدین صاحب صاحبزادہ حکیم ریاست اللہ
صاحب و شیخ جلال الدین صاحب حاجی شیخ بشیر الدین صاحب و شیخ عنایت اللہ صاحب و
مولوی عبدالاحد صاحب و مولوی حافظ بخش صاحب و جناب منشی اظہار حسین صاحب وغیرہم
ثقات حاضرین جلسہ ساکنان شیخوپور و بدایون و سہوان و آنولہ وغیرہ بلاد کیسے بریلی مین پہونچا
اور ان حضرتین کی قرار واقعی تشہیر ہوئی کہ پھر بریلی مین ٹہر نہ سکے اس خبر کے مشہور ہوتے
ہی بریلی سے راہ فرار اختیار کی اور مولوی احمد حسین بیگ صاحب بریلوی نے اُس
محضر کو رسالہ تنبیہ المفترین مین مندرج کیا اور بریلی مین مطبوع بہی ہو گیا باوجود اوس
کے پھر تو یہہ خرافات چہاپے ہین کہ اول شیخ صاحب کی راے سے ایسا قرار پایا

کہ اس وقت جواب لکھنے کی حاجت نہیں اور آخر کو شیخ صاحب نے یون کہا اور اس
طرح مناظرہ قطع ہوا **اہل** عقل و انصاف کے نزدیک بمقابلہ تحریر مصنف جناب شیخ
شرف الدین صاحب شیخ ذوالفقار الدین صاحب وغیرہم کی کسی طرح قابل التفات نہیں
ہو سکتا ہے **قولہ** اول یہہ کہ اس مسئلہ مین غور کرین کہ اب تک گفتگو مخالفین کی اسمین
تھی الی قولہ مولوی عبد القادر صاحب نے یہہ التزام کیا اور لکھدیا کہ اللہ تعالے کو شیطان
اور یزید کے مثل پر بھی قدرت نہیں الخ **اقول** قطع نظر تلبیس و تحریف سے اولاً اوس
شخص کو شدت جہالت سے الزام و التزام اور نفی و اثبات کا شعور و ادراک نہیں اور
ثانیاً افراط وقاحت سے اپنے لکھے اور جمع کیے ہونے کے تباقت و تخالف سے بھی
پاک نہین دیکھو علے الاطلاق حوالہ کرنا اس ادعاء عام کا اور پھر خود عبارت تحریر مولوے
غلام غوث صاحب کے جسکو تحریر جناب مولانا عبد القادر صاحب دام فیضہم کے کتاب سے
نقل کرتا ہے حالانکہ اوسمین موجود بموجب تسلیم و اقرار مولوی امیر احمد صاحب کے اجتماع
النقیضین اللہ جلشانہ کی قدرت مین داخل نہین ہے اور مولوی صاحب اللہ جلشانہ کو اجتماع
النقیضین پر قادر نہین جانتے ہین الی قولہ مانند ابلیس کا اس صفت خاص مین ہرگز داخل
قدرت نہین ہو سکتا ہے ہان اوس سے بڑھکر برائیون مین بیشک اللہ جل شانہ کی قدرت
مین داخل ہے اسواسطے کہ وہ اجتماع النقیضین مین داخل نہین ہے اور اسی طرح
یزید وغیرہ کا مثل فسق و فجور مین بلکہ زائد اون سے ممکن بلکہ واقع ہے الخ پس اس
مفتری کو اگر کچھہ بھی حیا ہوتی تو باوجود ذکر اس عبارت کے یہہ فقرہ کہ لکھدیا کہ اللہ تعالے
کو شیطان اور یزید کی مثل پر قدرت نہین الخ ہرگز نہ لکھتا دیکھو کہان علی الاطلاق
وہ ادعاء عام اور کہان بنا بر اجتماع النقیضین کے اس صورت جزئیہ شخصیہ مقید القیود
خاصہ کے کلی دکثیر نہو سکتی مین بحث و کلام اور لفظ جمہور اہل اسلام کا جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کی بحث مین جاہلون کے بہکانے کو لکھدیا ہے یہہ بھی محض
بے دلیل بلکہ باطل ادعا ہے **قولہ** دوسرے یہ کہ الی قولہ کون غالب ہے اور کون مغلوب الخ
اقول اہل علم و انصاف پر عاجزی و مغلوبی مولوی امیر احمد کی بخوبی منکشف ہے اور حاجت

بیان بہی نہین البتہ کوئی جاہل سفیہ اسکے برخلاف کچہہ خیال کرے تو عجب نہین **قولہ**
تقریر یہہ کہ الی قولہ بخلاف مولوی امیر احمد کے کہ مضامین جدیدہ جو رسائل مین نہ تھے
استدلال مین پیش کیئے الخ **اقول** اس بات کی بہی جاہلون ناواقفون کے سامنے
البتہ مقبول ہوسکنے کا احتمال ہے لیکن جسنے بنظر سرسری بہی رسالہ یکروزی اور رسائل
مولوی حیدر علی ٹونکی اور رسالہ ترابیہ وغیرہ رسائل وہابیہ نجدیہ کو اور تحقیق الفتوی اور
رسائل مولوی شاہ عبد الحق صاحب کانپوری اور افادات صمدیہ و ہدیۂ احمدیہ وغیرہ رسائل
اہل سنت کو دیکہا اوسکے نزدیک یہہ سب تحریر ایک لغویات اور باطل خیال ہے **قولہ**
بڑا اعتراض مخالفین کا یہہ تہا کہ افادات ترابیہ مین سات مثل لکہے ہین الی قولہ جب شیخ
شرف الدین صاحب نے اس اعتراض کو مخالفین کی طرف سے نقل کیا جناب مولوی امیر احمد
نے باوجودیکہ وہ کتاب اونکی نہین ہے نسخۂ موجودہ مین جو اونکے ہمراہ تہا دکہا دیا کہ
اوسمین چہہ لفظ سات کی جگہہ موجود تہا الخ **اقول** یہہ افترا سب سے بالا ہے اصل اعتراض
سے گریز کرنا اور اوسکو بڑا اعتراض قرار دینا باوجودیکہ نہ افادات صمدیہ مین وہ مسطور ہے
اور نہ اس بحث مین مذکور نہایت بیحیائی ہے جناب شیخ صاحب بفضلہ موجود ہین جو چاہے
اوسنے دریافت کرلے کہ اسکا ذکر بہی نہ تہا البتہ بڑا اعتراض یہہ تہا کہ مثل رسول اللہ جس
مین بحث ہے عبارت مشارک و برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپکی ماہیت و صفات
کمالیہ مین جیسا کہ رسالہ یکروزی و ترابیہ وغیرہ رسائل طرفین سے صاف ثابت ہے پس ایک
مثل آنحضرت کا بہی اس روایت سے ثابت نہین ہوسکتا چہ جائیکہ چہہ یا سات اسکا
تو جواب نہین دیسکتے لاچار ہوکر اور طرف کودتے پہرتے ہین اب سمجہو کہ شیخ صاحب وغیرہ
سے تو دریافت کرنا اولاً ہر ایک شہر کے ہر ایک شخص کو کب آسان ہے علاوہ برین ایکی
روایت کی دوسرے کو تصدیق کرنے کا کیا گمان ہے مگر اسکی تکذیب کو یہی کافی ہے کہ
پہلی ہی تحریر مین خود نقل کیا ہے جو شخص مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک یا دو یا
چہہ یا سات موجود و متحقق عالم مین کہے وہ صحیح العقیدہ الخ پہر خاص سات کے لفظ کو بڑا
اعتراض قرار دینا محض سخن سازی ہے **قولہ** مولوی امیر احمد صاحب چاہتے تہے کہ

علی التوالی گفتگو اور تحریر جاری رہے الخ **اقول** اگر بالفرض اوسکا دعوی سچا ہوتا
تو بھی عاقل کے نزدیک ادنی تامل سے خرافت اور لایق جواب التفات ہوتا تحریرات
مولوی امیر احمد کا ظاہر تھا کہ صرف بار بار اعادہ و تکرار مضامین مردودہ کا کرتے تھے اور آخر مین
جسکو وہ اور اوسکے اکابر بنفس الامر مین ممتنع بالغیر کہتے تھے خود اوسکے موجود و متحقق ہونے
کی عالم مین قائل ہوگئے لیکن حقیقت مین یہہ ادعا اسکا محض افترا ہے جب ختم بحث کا
افادات صمدیہ کے جواب پر ٹھہرا اور مولوی امیر احمد نے اوسکی منظوری کرلی اور وعدہ
اوسکے سہوان سے بھیج دینے کا کیا اور اس طرف سے بھی قبول کرلیا گیا کہ اوس وقت
فورًا تمہاری سب تحریرون کا جو تم بھیجوگے جواب لکھوا دیا جاویگا پھر خلف وعدہ کرکے یہہ
کید بیش کرنا کیا قابل التفات ہوسکتا ہے **قولہ** چھٹے یہہ کہ مولوی فضل حق صاحب
اور مولوی فضل رسول صاحب حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل قدرت مین
داخل نہین بتاتے تھے الی قولہ ہر شخص کا مثل اللہ تعالی کی قدرت سے خارج ٹھہرتا ہے
الی قولہ حضرت کا کیا کمال ہوا الی آخرہ **اقول** اس شخص نے ایسا غوجی بلکہ صغری کبری وغیرہ
رسائل مختصرہ بھی نہین پڑھے ورنہ ایسی خرافات نہین بکتا اسکے کبرا بلکہ خود بھی اپنی زبان سے
جمیع ممتنعات عقلیہ کو عمومًا اور مصادیق کثیرہ اجتماع النقیضین کو خصوصًا ممتنع سمجھکر قدرت الہیہ سے
خارج ٹھہرایا ہے اور حق سبحانہ کو اوسپر قادر نہین بتلاتا ہے پس شریک ہر شخص جزئی کا اوصاف
مشخصہ جزئیہ غیر قابل الاشتراک مین اوسیکے قول کے موجب خارج از قدرت ٹھہرتا ہے
ورنہ جزئی جزئی نہو رہی یہہ بات کہ حضرت کا کیا کمال ہوا اسکا جواب یہ ہے کہ بعض امور
شخصیہ جزئیہ جسمین شرکت و تعدد افراد ممتنع ہے از قسم قبیح ہین اور بعض از قسم مدح ہین
بہی تفاوت درجات ہے حضرت افضل جمیع المخلوقات کو جو کمالات مشخصہ عطا ہوئے
ہین وہ طرف اعلی جمیع کمالات ممکنہ و حد اقصی غایت درجات عالیہ مین واقع ہین پس اگرچہ
جمیع جزئیات کا شریک شخصیات مین ممتنع ہے لیکن تشخصات مین فرق زمین و آسمان ہے
پس یہان سے نہایت کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثل آفتاب روشن و عیان ہے
اور وجہ لکھنے رسائل اور گفتگو کرنے کی خاص شریک و مساوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین

ہے کہ شیاطین نجدیہ وہابیہ باوجودیکہ سب ممتنعات عقلیہ کو عموماً اور مصادیق کثیرہ اجتماع النقیضین کو خصوصاً قدرت الٰہیہ سے خارج بتاتے ہیں اور ہر جزئے میں شرکت ممتنع ٹھہرا کر ہر جزئے کا کلی ہونا بھی خارج از قدرت ٹھہراتے ہیں باایں ہمہ بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مقدس کی عداوت سے آنحضرت کے اوصاف مختصہ اور کمالات شخصیہ غیر قابل الاشتراک میں مساوی و برابر آنحضرت کا جائز و ممکن بتاتے ہیں اور لوگوں کے بہکانے کو خاص اسمیں رسالے لکھے ہیں کہ سوائے دہوکے اور عداوت کے کچھہ مقصود انکا نہیں ہے پس ان شیاطین کے رد کے واسطے علماء اہل سنت بھی رسالۂ خاص اس بحث میں تحریر فرماتے ہیں +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہو الحق المعین

حامداً و مصلیاً و مسلماً

جواب تحریر اخیر

قولہ آپ نے تحریر فرمایا کہ اللہ سبحانہ مثل المبس کا پیدا نہیں کر سکتا الخ **اقول** یہہ حوالہ علی الطلاق کرنا وہی مثل ہے سہ چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد **قولہ** تعدد اول کا اجتماع النقیضین ہونا اور اول بالامکان کا قابل تعدد نہونا آپ ثابت نکر سکے الخ **اقول** بحوالہ کتب اصول خوب ثابت کیا گیا کہ مفہوم اول میں تعدد ممکن نہیں پھر یہہ انکار محض سوفسطائیت ہے **قولہ** اگرچہ عقلا کے نزدیک معیوب ہے ایک بحث کو ناتمام چھوڑ کر دوسری بحث کی طرف رجوع کرنا **اقول** اولاً اگر تمہارے نزدیک بھی یہہ معیوب ہے تو بحث موجود ہونے مثل و برابر آنحضرت میں مسئلہ قدرت حق سبحانہ کا مثل آنحضرت پر پیش کر دینا اور پھر جاہلوں کے بہکانے کو اس سے گریز کر کے ذکر یزید اور شیطان کا درمیان میں لانا کیوں معیوب نہوا اور ثانیاً عقلا خوب جانتے ہیں کہ وہ بحث ناتمام نہیں چھوڑی گئی مولوی امیر احمد سے اقرار غیر مقدور ہونے مصادیق اجتماع النقیضین کا کروا لیا گیا پس وہ بحث تمام ہو چکی گو وہ ہٹ دہرمی سے فرماتے

رہیں کہ میں تو قائل نہیں ہوا **قولہ** مولوی عالم علی صاحب بزرگ آدمی ہیں مضائق
علمیہ میں نہیں پڑتے انتہا اس امر میں اعتبار نہیں الی **قولہ** عرصہ چھ مہینے کا ہوا
کہ میں نے اونکا رد لکھا ہے اور اونکے شبہات کا استیصال کر دیا الخ **اقول**
اس مقام پر حسن بیان مولوی امیر حسن صاحب نوجوان اور مولوی امیر احمد طفل پستانی
دیکھنا چاہیے کہ مولوی عالم علی صاحب کی بزرگی پر الزام کو ٹالتے ہیں اور خبر نہیں کہ
اگر مولوی صاحب موصوف مضائق علمیہ میں بسبب اپنی بزرگی نہیں پڑتے ہیں
پس مولوی اسحاق دہلوی کے مفاخر میں کیوں اونکا شاگرد ہونا رسالۂ ہدایۃ المبتدعین
میں بڑے طمطراق سے لکھا گیا ہے کہ ان بزرگواروں کو غایت وقاحت
حاصل ہے جب چاہا کسی شخص کو کفار و مشرکین میں شمار کیا جب چاہا پھر اسی
شخص کو اکابر دین میں ٹھہرا دیا لیکن عقلا کے نزدیک اجتماع اونکے کلام سے ان
ملحدوں کے رد کے واسطے بہت خوب اور بجا ہے البتہ اونکے قول سے ہمپر
الزام رکھنا سخت نازیبا ہے **قولہ** مولوی کریم اللہ صاحب اوس شخص کے پیچھے
جو حضرت رسالت کی مثل پر اللہ سبحانہ کو قدرت نہ بتا دے نماز کو منع کرتے ہیں اور
اونکے عقیدہ کو قریب کفر اور خلاف عقائد مسلمین الخ **اقول** حال اسکا یہ ہے کہ اولاً
نقل حضرات وہابیہ کے عموماً اور روزیت و اتباع مولوی بشیر الدین قنوجی کے خصوصاً
ہرگز کسی معاملہ میں کسی وقت میں قابل اعتماد نہیں ہے اور ثانیاً اس امر میں تو نقل
اونکی محض بے بنیاد ہے فتوے مہری و دستخطی مولوی کریم اللہ صاحب کا جسپر
مہر اونکے صاحبزادے مولوی محمد یعقوب صاحب کی اور مہر جناب مولوی عبد الحلیم صاحب
نواسہ حضرت مولوی حاجی محمد قاسم صاحب کی اور مہر مولوی جلال الدین صاحب اور محب
مولوی ولی النبی صاحب وغیرہم کی ثبت ہے لایا ہوا جناب عظمت مآب برادر صاحب
حکیم غلام نجف صاحب فریدی بدایونی مقیم حال دہلی برادر شیخ شرف الدین صاحب کا شیخوپور
میں موجود ہے موافقین مخالفین نے اوسکو دیکھا ہے اوس سے صاف منع و غیر ممکن
قابل معذوریت ہونا مثل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صراحۃً ثابت ہے بلکہ بجواز شرع

فعالہ جلالی کے غیر قادر ہونا کذب پر اور بحوالہ عقیدہ حافظیہ وغیرہ کے خارج ہونا
المرشار اللہ کا بھی لیاقت مقدوریت سے اوس فتوی مین تحریر کیا ہے جیسا کہ مذہب
ایک فریق اہل سنت کا بھی ہے کہ تفسیر کبیر وغیرہ سے بھی ثابت ہے اور قطع نظر ان
دونون وجہون سے جو کچھ فرق اوس الزام لا یحمل اور اس الزام مہمل مین ہے ہر صاحب
عقل پر ظاہر ہے **قولہ** اب کچھ حال اوسکا جو مولوی عالم علی کے فتوی سے نقل کیا منتمی
ہوتا ہے الی آخرہ **اقول** اوّلاً ہمکو اس مقام پر اس فتوی کی تصحیح کرنا اور مولوی
عالم علی صاحب کی طرف سے جواب دینا ضرور نہین کہ وہ تو الزاماً پیش کیا گیا تھا
اور ثانیاً وہ فتوی مولوی عالم علی صاحب کا مولوی امیر حسن کے ہم مذہبون اور
معتقدون اور شاگردون کا پیش کیا ہوا تھا حالانکہ اصل فتوی مولوی عالم علی صاحب کا
چوراسیور وغیرہ مین مطبوع بھی ہوگیا ہے اوسپر کوئی اعتراض ان اعتراضات مذکورہ
سے وارد نہین ہوتا ہے ثالثاً یہ کہ اب کچھ حال ان بزرگوارون کی افادات کا
مختصراً قطع نظر جواب مولوی عالم علی صاحب سے بطور الزام قطعی ہوتا ہے **قولہ** یہ کلام منتہی
ہے غفلت اور نادانی پر اور مہمل ہے بچند وجہ اوّل یہ کہ اس صورت مین لازم آتا
کہ جسقدر احادیث صحاح کتاب بدو الخلق مین وارد ہین اور اونکا مضمون قرآن شریف
مین نہین وہ سب غیر معتبر ہو جاوین کیونکہ مخالفت قرآن مجید کی لازم آتی ہے حالانکہ
یہ امر کافہ اہل سنت کے نزدیک باطل محض ہے الی آخرہ **اقول** اگرچہ اس مقام پر
اپنی مخالفت سے مولوی عالم علی صاحب کے کلام کو مہمل اور نادانی گردانا اور کافہ
اہل سنت کے نزدیک باطل محض ٹھہرایا مگر یاد نہ رہا کہ مولوی امیر حسن کے پیشوا کیا
کچھ فرما گئے ہین اس مقام پر حرف بحرف عبارت ایک پیشوا کی الزاماً لکھی جاتی ہے جناب
نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالی رسالہ کلمۃ الحق نام مین جسپر تمام طائفہ کو بڑا افتخار ہے
مجوزین عمل مولد کی گمراہی ثابت کرنے کی دلائل مین فرماتے ہین **دلیل اول** آنکہ باری
تعالی از عبادات و اعتقادات آنچہ براے عباد خود کافی دانست شروع نمود و دین ایشان
کامل کرد و نعمت خود بر ایشان ختم فرمود چنانکہ در قرآن ست کہ الیوم اکملت لکم دینکم و

اتممت علیکم نعمتی پس برین تقدیر اگر عملی مولد از امور دین یا عبادات و نوافل می بود
البتہ حق تعالے اثر اسے شروع می فرمود و چون شارع از ان بحث نکرد معلوم شد
کہ احداث آن از زیادت بر نص است و زیادت بر نص نسخ است کما تقرر فی موضعہ
و نیز زیادت ہست بر کمال نقصان است و اختلال و اگر این زیادت را مستحسن داریم لازم می آید
عدم صدق حق تعالے در قول او و ہذا خلف الخ اسی طرح بہت اکابر علمائے اسماعیلیہ
نے تحریر فرمایا ہے پس خاص مولوی عالم علی صاحب پر اعتراض کرنا بیجا ہے **قولہ**
دوم یہہ کہ انسان العیون مین شیخ محی الدین عربی سے منقول ہے قال الشیخ
محی الدین قد طفت بالکعبۃ مع قوم لا اعرفہم فقال لی واحد منہم اما تعرفنی
فقلت لا قال انا من اجدادک الاول الخ **اقول** واہ کیا استدلال ہے کہ جس سے
بالکل مذہب اسماعیلی کی بیخ کنی کما ینبغی کر دی مذہب اسماعیلی کے بموجب صوفیہ
کرام عموما اور حضرت شیخ محی الدین عربیؒ خصوصا معاذ اللہ کافر اور مشرک ہین مجیب
نہین سمجھتا کہ کس بحث مین کسکے مقابلہ مین کس مقام پر یہہ وجہ پیش کرتا ہے
بہر حال جواب اسکا یہہ ہے کہ اس مقام پر حضرت اسماعیلیہ نے جو بیباک کر عالمون کے
دہوکہ دینے کو شیخ کا مقولہ ذکر کیا اور اسی طرح بریہ شعلہ طور مین حوالہ مثنوی حضرت
شاہ حمزہ صاحب کا دیا اور یہی تمام اس فرقہ کا حال ہے کہ قطع نظر شرک و کفر کہنے اہل
حقائق سے نہ خود اونکے مذاق سے واقف نہ اونکے اقوال کی تطبیق کا خیال
کوئی لفظ مبہم مجمل اونکے کلام کا ذکر کر دیتے ہین **اولاً** ہم واسطے اتمام الزام کے
کہتے ہین کہ قطع نظر تصریحات اور اہل حقائق سے حضرت شیخ مجدد نے جنکی کسیطرح
زبان سے بے ادبی کرنی اور جاہل ٹھہرانے کا انکو موقع نہین ہے چہ جائیکہ انکو
مخالف قرآن و حدیث اور گمراہ اور کافر کہہ سکین اگر چہ اسماعیلیہ کے اقوال متناقضہ
یہی امر ثابت ہوتا ہے آپنے مکتوبات مین خود اس حکایت شیخ اکبر کے معنی بیان
کر دیئے ہین اور جیسا مولوی عالم علی صاحب کے کلام سے یہہ سمجھتے ہین ویسا ہی وہان
بہی فرمایا ہے انکے الزام کے واسطے ایک عبارت مکتوبات کی ملخصا ہم نقل کرتے

این در صحیفه شریفه اندراج یافته بود که شیخ محی الدین قدس سره در فتوحات
حدیثی نقل میکنند که آن سرور فرموده ان الله خلق مائة الف آدم و حکایتی می آرد
که در بعض مشاهدات عالم مثال که در وقت طواف کعبه معظمه چنین ظاهر شد که همراه من
جمعی طواف میکنند که من ایشان را نمی شناسم در اثنای طواف ایشان دو بیت
عربی خواندند یکی از ان دو بیت این است ؎ لقد طفنا کما طفتم سنینا + بهذا البیت
طرا اجمعینا + چون این بیت شنیدم در خاطر من گذشت که اینها ابدان عالم مثال اند
و متعارف این حال یکی از اینها بجانب من نگاه کرد و گفت که من از جمله اجداد تو ام
پرسیدم که چند سال است از فوت تو گفت که زیاده از چهل هزار است من از روی
تعجب گفتم که از ابتدای خلقت آدم ابو البشر این دم هفت هزار سال تمام نشده است
گفت تو از کدام آدم میگوئی شیخ فرموده درین وقت آن حدیث نبوی بخاطر من گذشت
که فواید این قول است مخدوما مکرما درین مسئله بعنایت او سبحانه تعالی آنچه برین فقیر
ظاهر شده است آنکه این همه آدم که پیش از وجود حضرت آدم گذشته اند وجود
شان در عالم مثال بوده است نه در عالم شهادت در عالم شهادت همین حضرت آدم است که در زمین
خلافت یافته و مسجود ملائک شده غایة ما فی الباب آدم چون بر صفت جامعیت مخلوق گشته است
و در هر لطیفه خود لطائف و اوصاف بسیار دارد پیش از وجود او در هر وقتی لطیفه او بایجاد
خداوندی در عالم امثال موجود گشته است و بصورت آدم ظاهر شده حتی که توالد و
تناسل مناسب عالم مثال نیز بظهور پیوست و در حق آنها قیامت قایم شده بهشتی به بهشت و
دوزخی در دوزخ رسیده چون آن دوره تمام شده بعد از ان باز صفتی و لطیفه از
لطائف او بظهور آمده چون آن دوره تمام شد ظهور دیگر به ثبوت پیوست الی ماشاء الله
تعالی و چون دوائر ظهورات مثالیه او که تعلق بلطائف داشت تمام گشت آخر الامر آن
نسخه جامعه در عالم شهادت موجود آمده اگر صد هزار آدم باشند اجزای همین آدم اند
و مبادی او بوده و کعبه معظمه را نیز در عالم مثال صورتی بوده است که اهل آن عالم را قبله
بوده این فقیر درین باب نظر دور دور فرستاده و تفحص بسیار نموده در عالم شهادت

آدم دیگر بنظر نیامده و غیر از شعبدہاے عالم مثال نیافته و آنکه بدن مثالی گفته که من
جد تو ام و چهل سال از فوت من گذشته اول دلیل است بر آنکه آدمها لطائف صفات
آن آدم بودند آنکه خلقت علیحده داشتند و ازین آدم مباین بودند چه مباین ابا این
آدم چه نسبت و چگونه جد بوده الخ ملخصًا اور ثانیًا اب ہم کچھ نہایت مختصر حال حقیقت محمدیہ
صلے اللہ علیہ وسلم کا بطور اشارہ کے لکھتے ہین کہ اوس مین کسی طرح حضرات صوفیہ
کے نزدیک گنجایش امکان وجود و مساوی مثل آنحضرت کے کمالات مین ممکن بھی نہین
چہ جائیکہ معاذ اللہ واقع ہو قال الصوفیۃ الکرام قدس اللہ اسرارہم لما تجلی الحق بذاته
لذاته و شاهد فیها اسمائه و صفاته من الامور الکلیة والجزئیة بتمامها لانه تعالے
منبعها و منشاها فاوجد حقیقة جامعة لجمیع المراتب الامکانیة العلویة والسفلیة وهی
الحقیقة المحمدیة ولکونها صورة جامعة للحقائق کلها یسمی بالانسان الکبیر کذا فی
تصانیف الشیخ الاکبر وغیره من الصوفیة مولانا عبد الرحمن نے نقد النصوص مین لکھا ہی وما صاحبکم
یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم بمجنون بمعنی المستتر ای ستر عنه شیٔ اذ لا یعزب عنه مثقال ذرة
فی الارض ولا فی السماء من حقیقته و انکان یقول انتم اعلم بامور دنیاکم من حیث بشریته
و ذلک لان الحقیقة المحمدیة صلے اللہ علیه وسلم هی صورة الاسم الجامع الالهی التی ترب
صور العالم کلها الخ مدارج النبوت مین فرمایا ہے قال الشیخ العالم العامل والعارف الکامل
الشیخ عبد الکریم الجیلی قدس سره انبیاء مخلوق اند از اسماء ذاتیه حق و اولیاء از اسماء
صفاتیه و بقیه کائنات از صفات فعلیه و سید رسل مخلوق از ذات حق و ظهور حق در وے
بالذات است الخ اور اوسی مین ہے و چون سید رسل مخلوق است از ذات حق و
ظهور حق بروے بالذات است متفرد و فائق آمد از ہر که غیر او است در تمامه صفات
و جمیع کمالات الخ اور اوسی مین ہے بدانکه وجود ہمه مانند دائره است مقسوم بنصف خطی
که میگذرد بر مرکز دائره پس نصف اعلی از ان مسمی بوجود قدیم و واجب و حق بزرگ و منزه
از تقسیم و انقسام و نصف اسفل از ان مسمی است بوجود محدث و ممکن و خلق پس ہر
نصف از دائره قوس است و خط واحد و تر آن قوس است پس خط و تر قوس دائره است

وے قوس نمی گردد پس حضرت بس نامیده می شود این غلط کرد تر است قاب قوسین

وبدانکه مقام محمدی جامع است مر کمالات الہیہ کمالات خلقیہ را صورةً و معنیً این صورة دائرہ

وجود مثالیه است *

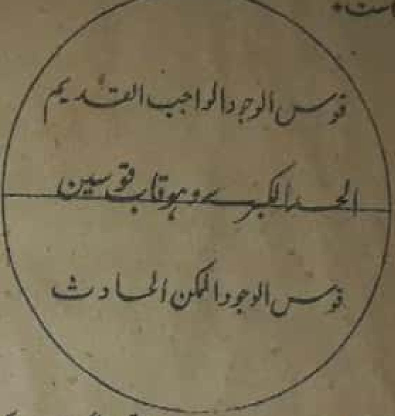

دربودن آنحضرت برزخ میان ——— حقیقت حق وحقائق کونیه بجهت آنست که وے

حقیقة الحقائق است وفوق آنست وازین جهت مقام وے عرش آمد وعرش غایت

مخلوقات است وفوق عرش مخلوقی نیست پس مخلوقات همه تحت آن حضرت است و

پروردگار وی فوق وے الی آخره مولانا بحر العلوم شرح مثنوی شریف مین فرماتے ہین

معراج السرور مختص باوست وہیچ احدے از انبیا شریک باو نمی تواند شد واولیائے

امت راچه امکان که شریک او شوند شاہ ولی اللہ صاحب نے ہوامع مین بیان حقیقت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین فرمایا ہے چون مبدء کل ہر وضع ممکن از کمال را استیعاب

کرده است این نکته را هم معطل نگذاشته که لباس فردی خاص که اکمل افراد عالم باشد

پوشیده قدرت پادشاہانه فرماید بخاطر تو نرسد که آن فرد بمنصه ظهور مبدء تواند شد زید و

عمرو مانند لا والله فردی باید حکم او در جمیع ممکنات نافذ شود و سر هر ممکنی پیش او حاضر باشد

وملکوت هر شے جداجدا یکدفعه در نظر او متمثل شود وبصفات کامله با جمعها بالفعل متصف

باشد فردیت وشخصیت او همین قدر است که بعض احکام حدوث و امکان متجلی گشته است

قوسین وجوب وامکان آنجا بہم آمدہ واین صفت غیر این حقیقت جامعہ نخواہد شد
الی آخرہ اس مقام پر حال سرگردانی وپریشانی مولوی امیرحسن اس فتنہ کی اشاعت کے
بانی کا دیکہنا چاہئیے کہ کس طرح حضرت شیخ اکبرشاہ کے قول سے باوجود ناسمجہی مراد کے
استناد کیا اور نہ سمجہے کہ صاحب تقویۃ الایمان وغیرہ کی تصریحات کے بموجب صوفیہ کرام کافر
ومشرک ٹہہرتے ہین اور اونکا عقیدہ ومذہب کفر والحاد قرار پاتا ہے دیکہو تقویۃ الایمان
مین اس مضمون کو جو صاحب تقویۃ الایمان کے جد امجد سے جنہنے نقل کیا گیا لکہا ہے
اس مقام پر ایک کرامت اولیاء اللہ کی اور سن لینا چاہئیے وہ یہہ کہ تقویۃ الایمان مین
حضرت رومی قدس سرہ کے اس شعر پر ۵ فی الجملہ ہمین بود کہ می آمد و می رفت
ہر قرن کہ دیدی + درعاقبت آن شکل عرب وار برآمد دارای جہان شد + حکم کفر کا
صادر کیا چونکہ حق سبحانہ تعالی اپنے عنایت سے اپنے مجذوبون کو اپنے اسرار وحکم پر مطلع فرماتا ہے
حضرت رومی قدس سرہ نے اوسی کلام مین صاحب تقویۃ الایمان اور اونکے اتباع کا
حال بہی پہلے ہی فرما دیا تہا سب ۵ رومی سخن کفر نگفتہ است ونگوید منکر نشویدش +
کافر شدہ آنکس کہ بانکار برآمد مردود جہان شد + الخ **قولہ** یہہ کلام مردود ہے بوجوہ
عدیدہ ازانجملہ یہہ کہ تم لوگ جو اور مخلوقات کے قائل اور زمینون مین نہین آ انکو
ایمان خاتم النبیین ہونے حضرت خاتم النبیین پر ہے انہین **اقول** بحث موجود متحقق
ہونے مساوی ومثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین ہے انکی ماہیت وصفات کمالیہ مین
پس مجرد اور مخلوقات کا بلکہ اور آدمیون کا بلکہ حقیقۃ انبیا ورسل کا بہی ہونا دوسری زمینون
مین کسی طرح ہمارے خلاف نہین ہم لوگ البتہ موجود ہونے مساوی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے رتبہ وکمال مین ہرگز قائل نہین ہین سو کسی روایت شاذہ مردودہ سے
بہی تم لوگ خلاف اسکا ثابت نہین کرسکتے **قولہ** اعتقاد حدیث شریف کو مخالف
خاتم النبیین ہونے کے سمجہنا مبنی ہے سوء ذہن پر **اقول** کسی حدیث شریف سے
موجود ہونا ہمسر ومثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آپکے صفات کمالیہ مین ثابت نہین
ادعا اسکا مبنی ہے افترا وکذب پر اوپر جناب افضل المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے

نعوذ باللہ منہ قولہ از انجملہ یہہ کہ قصر نبوت جسکے حضرت رسالت خاتم و متمم ہین
متناہی ہے الی قولہ پس صاف ثابت ہوا کہ خاتم النبیین ہونا حضرت رسالت کا بہ نسبت
اس سلسلہ محدودہ کے ہے نہ بہ نسبت جمیع سلاسل و عوالم کے الخ **اقول** کمال جہل و
ضلال اپنا اس مقام پر ظاہر کیا جہل یہہ کہ قصر نبوت کے متناہی ہونے سے ہرگز ثابت
نہین ہوا کہ جناب افضل المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم صرف بہ نسبت ایک
سلسلہ محدودہ کے خاتم ہین نہ خاتم جمیع سلاسل کے معاذ اللہ من ذلک قید تخصیص سلسلہ
محدودہ کی نہ آیت مین ہے نہ حدیث مین ہے حدیث شریف مین تو صاف مذکور ہے
ختم بی الرسل الحدیث اور ضلال یہہ کہ جب اس قسم کی تخصیصات و تقییدات آیات و احادیث
منصوصہ مین لگائی جاینگی تو ہرگز کسی طرح معاذ اللہ تکفیر و تکذیب مدعیان نبوت آنحضرت
کی بعد علما نہو سکیگی ہر مدعی نبوت اور اوسکے معتقدین مانند اس گمراہ کی صاف کہدیا کرینگے
کہ ختم نبوت آنحضرت کی باعتبار اوس سلسلہ محدودہ کے ہے جو حضرت آدم سے لیکر
آنحضرت تک تہا کہ وہ قصر متناہی کے خاتم تھے اب دوسرا قصر اور سلسلہ شروع ہوا پس
سلسلہ شروع ہوا پس قائل ہونا نبوت اور شخص کا منافی خاتم النبیین ہونے آنحضرت کی نہین
نعوذ باللہ من ہذا الاعتقاد و لعنۃ اللہ علی ذلک الفساد **قولہ** از انجملہ یہہ کہ جموع محلی
باللام امثال اس مقام پر مخصوص ہوتی ہین الی قولہ ان صلوتی و نسکی و محیای و مماتی للہ
رب العالمین الخ **اقول** امثال اس مقام کی تعیین نہین کی کہ امثال اس مقام سے
کیا مراد ہے اور نہ یہہ بیان کیا کہ سب جموع علی العموم مخصوص ہوتے ہین صرف
قضیہ مہملہ تکذیبی سے دعوی مراد ہونے کا ثابت نہین ہوتا لیکن اگر کتب تفاسیر و
عقائد و اصول کو دیکہتا تو ایسا کلمہ نہ لکہتا اور اس قسم کی خرافات سے قائل تخصیص آیت
خاتم النبیین کا ساتہہ اون انبیا کے جو حضرت آدم سے لیکر آنحضرت تک ہوئے ہین
نہونا ہم اوسکی تسلی کے واسطے نہایت مختصر اسکا بہی ذکر اسکے مستندین کے کلام سے لکہے
دیتے ہین تفسیر عزیزی مین بذیل دانی فضلتکم علی العالمین کے لکہا ہے یعنی
دانکہ من بزرگی دادہ بودم شمارا بر عالمہا و اگر خواہم آن بزرگی را از شما سلب نمایم و

بدیگرے بخشم آن فضل ذاتی شما نبود کہ منفک نتواند شد الخ اور روحی تفسیر مین اس
مقام پر ہے مفسران ظاہر بین در مضمون این لفظ کہ مقید بتفضیل بنی اسرائیل
بر جمیع عالم است تردد میکنند حالانکہ جائے تردد نیست زیراکہ از وقتیکہ فرقۂ بنی
اسرائیل بوجود آمدہ تا وقت این خطاب ہیچ فرقہ درین فضائل با ایشان شریک نبودہ است
بعد ازانکہ بنی اسرائیل دعوت این پیغمبر قبول نکردند ازین منصب افتادند و این
وقت خارج از مضمون کلام ہست تفضیل بنی اسرائیل بر جمیع عالمہا درین وقت ازین لفظ
فہمیدہ نمی شود تا محل اشکال باشد و تفضیل مجموع فرقۂ بنی اسرائیل بر فرقہای دیگر
در فضائل مرقومۃ الصدر قطعی است گو بعض نا اہلان آن فرقہ بسبب شامت نفس خود آن
تفضیلت خود را برباد دادہ باسفل السافلین رسیدہ باشند زیراکہ تفضیل فرقہ را در کار نیست
کہ ہر ہر فرد از ان فرقہ افضل از دیگران شود در امثال این مقامات نظر بحیثیت مجموعیہ
فرقہ میباشد نہ بر ہر فرد الخ امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین بحث تفضیل البشر
علی الملک مین دلائل مذہب اہل سنت مین لکھا ہے وراجعہا قولہ تعالی اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی
اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرَانَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ والعالم عبارۃ عن کل ما سوی اللہ
تعالی وذلک لان اشتقاق العالم علی ما تقدم من العلم فکل ما کان علما علی اللہ ودالا علیہ
فہو عالم ولا شک ان کل محدث فہو دلیل علی اللہ تعالی فکل محدث فہو عالم فقولہ علی
العالمین معناہ ان اللہ تعالی اصطفاہم علی کل المخلوقات ولا شک ان الملائکۃ من
المخلوقات فہذہ الآیۃ تقتضی ان اللہ تعالی اصطفی ہؤلاء الانبیاء علی الملائکۃ فان قیل
یشکل ہذا بقولہ تعالی انی فضلتکم علی العالمین فانہ لا یلزم ان یکونوا افضل من الملائکۃ
ومن محمد صلی اللہ علیہ وسلم فکذا ہہنا قلنا الاشکال مدفوع لان قولہ تعالی
وانی فضلتکم علی العالمین خطاب مع الانبیاء الذین کانوا اسلاف الیہود حین ما کانوا
موجودین لم یکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم موجودا وما لم یکن من العالمین لان
المعدوم لا یکون من العالمین واذا کان کذلک لم یلزم من اصطفاء اللہ تعالی ایاہم
علی العالمین فی ذلک الوقت ان یکونوا افضل من محمد صلی اللہ علیہ وسلم واما جبرئیل

فانه کان موجودًا حین قال الله تعالیٰ ان الله اصطفیٰ الآیة والیهم فیعلمن تلك الآیة قد
دخلها التخصیص لقیام الدلالة و ههنا الدلیل یوجب ترك الظاهر فوجب اجراؤه علی ظاهره
فی العموم الخ اور بذیل روایت وانی فضلتکم علی العالمین کے فرمایا ہے فیه سوال
وهو انه یلزم ان یکونوا افضل من محمد علیه السلام وذلك باطل بالاتفاق والجواب عنه من
وجوه احدها قال قوم العالم عبارة عن الجمع الکثیر من الناس کقولك رأیت عالمًا من الناس
والمراد منه الکثیر لا الکل وهذا ضعیف لان لفظ العالم مشتق من العلم وهو الدلیل فکل
ما کان دلیلا علی الله تعالیٰ کان عالمًا وهذا التحقیق فی المتکلمین العالم کل موجود سوی الله
وعلی هذا لا یمکن تخصیص لفظ العالم ببعض المحدثات وثانیها المراد فضلتکم علی عالمی زمانکم
وذلك لان الشخص الذی سیوجد بعد ذلك لم یکن من العالمین وان محمدًا صلی الله علیه وسلم
ما کان موجودًا فی ذلك الوقت فلا یلزم من کون بنی اسرائیل افضل العالمین فی ذلك الوقت
کونهم افضل من محمد صلی الله علیه وسلم وهذا هو الجواب ایضًا عن قوله تعالیٰ اذ جعل
فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا واتاکم ما لم یؤت احدا من العالمین ولقد اخترناهم علی علم علی العالمین
والمراد به عالمی ذلك الزمان وانهم کانوا افضل من غیرهم بما اعطوا من الملك والرسالة والکتب الالٰهیة
الخ اور تفسیر آیۂ کریمہ ان الله اصطفیٰ آدم ونوحًا وآل ابراهیم وآل عمران علی العالمین میں
لکھا ہے والقائلون بان البشر افضل تمسکوا بهذه الآیة وذلك لان الاصطفاء یدل علی
مزید الکرامة وعلو الدرجة فلما بین تعالیٰ انه اصطفیٰ آدم واولاده من الانبیاء علی کل العالمین وجب
ان یکونوا افضل من الملائکة لکونهم من العالمین فان قیل ان حملنا هذه الآیة علی تفضیل المذکورین
علی کل العالمین ادی الی التناقض لان الجمع الکثیر اذا وصفوا بان کل واحد منهم افضل العالمین یلزم کون
کل واحد منهم افضل من الآخر وذلك محال ولو حملناه علی کونه افضل عالمی زمانه او عالمی
جنسه لم یلزم التناقض فوجب حمله علی هذا المعنی دفعًا للتناقض وایضًا قال الله تعالیٰ فی بنی
اسرائیل وانی فضلتکم علی العالمین ولا یلزم کونهم افضل من محمد صلی الله علیه وسلم بل قلنا
المراد به عالمو زمانهم فکذا ههنا والجواب ان ظاهر قوله اصطفیٰ آدم علی العالمین یتناول کل
من یصح اطلاق لفظ العالم علیه فیندرج فیه الملك غایة ما فی الباب انه ترك العمل بعمومه فی

بعض الصور لدليل قام عليه فلا يجوز ان يشرك في سائر الصور من غير دليل الخ
اور بھی تفسیر کبیر میں بذیل آیہ کریمہ واصطفاک علی نساء العالمین کے فرمایا ہے هذه الآیة
دلت علی ان مریم علیها السلام افضل من الکل وقول من قال المراد انه اصطفاها علی عالمی
زمانها فهذا ترک الظاهر الی آخره **قولہ** پس النبی خاتم النبیین میں جمع محلی باللام سے
مراد اوس سے یہان وہ انبیا ہیں کہ حضرت آدم سے لیکر حضرت افضل المرسلین
تک مبعوث ہوئے پس جناب رسالت مآب خاتم اونکے ہوئے الخ **اقول** لا حول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یہہ کلمہ شیطانیہ ہے جس سے صریح کفر اسکا ثابت
ہر چند ایسے کافر بے دین کے اس قسم کے خرافات قابل التفات نہیں ہیں لیکن
چونکہ انکو ہدایت اور ناواقفون کی منظور ہے پس جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ تخصیص کسی
دلیل سے ثابت نہیں ہوا ہان اگر کلیہ ثابت کیا ہوتا کہ جو جمع محلی باللام جس مقام پر ہووے
لابد مخصوص ہوتی ہے تو معاذ اللہ اس کلمہ کفر کی تفریع اوس دعوی پر صحیح ہوتی علاوہ
برین اسکو اپنے اکابر کے کلام کی بھی خبر نہیں اسلئے کچھہ نقل کیا جاتا ہے مولوی
بشیر الدین قنوجی نے غایۃ الکلام میں متعلق حدیث ما رآہ المسلمون حسنا فهو عند اللہ
حسن کے لکھا ہے **اقول** در صورت عدم عہد مراد از مسلمین در حدیث جمیع مسلمین باشند
زیرا کہ المسلمون جمع معروف باللام ہست وجمع معرف باللام مفید استغراق بود الی آخرہ
سبحان اللہ مسائل فرعیہ استحسانیہ آئمہ دین کے ابطال اور لفظ جمع کے خیال سے کلمہ
مسلمون میں بایں استدلال یہہ تحریف وایجاد کفر وضلال انا للہ وانا الیہ راجعون **قولہ**
از انجملہ یہہ کہ معنی خاتم النبیین کے یہہ ہیں کہ حضرت کے بعد اور نبی پیدا نہو گا الی ان یتم حشر و
جزا ہو اور مراد تمام ہونے سے یہہ ہے کہ کوئی نقیر وقطمیر اس عالم کا باقی نہ رہے مگر معاد ہو تمامیت
حشر وجزا کے سبلئے کما فی شرح الفقہ الاکبر لعلی القاری الی قولہ بیان سے صاف ظاہر ہے
کہ بعد تمام ہونے حشر وجزا کے اور عالم پیدا ہو دیگر عالم پیدا کر سکتا ہے مجیب غیر مجیب کے
قول کے موافق یہہ ممتنع ہے کہ معاذ اللہ منافی خاتم النبیین ہونے آنحضرت کی ہے
الی آخرہ **اقول** مجیب یعنی مولوی عالم علی صاحب کے قول کے موافق ... کر سکتا اور عالم کا

قوله ہمارے مخالفین لکھتے ہین کہ اور زمینون مین سانپ بچھو وغیرہ مین آدمی
نہین الخ **اقول** مخالفین تمہارے کہتے ہین کہ احادیث سے کہین کسی روایت مین
عقیدہ موجود ہونے ہمسر و مانند آنحضرت کا کسی مقام پر آپکی ماہیت وصفات کمالیہ مین ثابت
نہین صرف تمہارا ایجاد و اختراع ہے اور جس روایت کا تم نام لیتے ہو اوّل اوسکا
حدیث ہونا ثابت نہین دوسرے یہ کہ وہ مفید عقیدہ نہین تیسرے ائمہ دین نے اوسکی
تاویل کی ہے چوتھے الی نظائر سب وجوہ سے اور جس مین تصریح برابر و مانند ہونے
کی ماہیت وصفات کمالیہ مین نہین ہے پس عقیدہ تمہارا محض الحاد و ابتداع ہے
قوله آپکو اتنا بھی معلوم نہین کہ رسالہ ہدایت المبتدعین کسکا ہے الخ **اقول** ہمکو
بروایات ثقات حال اوس رسالہ کا اور اوسکے مصنفون کا خوب معلوم ہے نسبت اوسکی
مولوی امیر حسن اور اونکے فرزند دلبند دونون کی طرف صحیح ہے اور اگر صرف
خطبہ مین نام کا لکھا ہوا ہونا منافی روایات ثقات دلیل ہو سکے تو نہایت تعجب ہے کہ
نسبت رجوم الشیاطین کی طرف شاہ عبد العزیز صاحب کے جیسا کہ رسائل پیشوایان
مولوی امیر حسن مانند مولوی بشیر الدین و مولوی صدیق حسن وغیرہ سے ثابت ہے
کسطرح مبنی اون صاحبون کی جہالت پر ہوگی بلکہ کتاب تحفہ اثنا عشریہ کی نسبت
مین سے طرف شاہ صاحب کے کلام ہوگا دیکھو اوسی تحفہ مین اپنے والد ماجد صاحب
ازالۃ الخفا کو کس طرح تعبیر کیا ہے اور تین پشت سے نام مشہور کو بمصلحت اخفا رکھا ہے
قوله اگر کوئی کسی کی تعریف لکھے اس سے لازم نہین کہ جمیع اقوال اوسکے وہ تسلیم
کرلے الی آخرہ **اقول** کلام محض در تسلیم و عدم تسلیم جمیع اقوال مین نہین ہے کلام
اسمین ہے کہ مولوی عالم علی صاحب تمہارے عقیدہ کو کہ موجود ہونا برابر و ہمسر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا آپکی صفات کمالیہ مین کفر بتاتے ہین اور آپ لوگ اوس
عقیدہ کو ایسا حق سمجھتے ہین کہ اوسکے مخالف کو منکر حدیث آنحضرت بلکہ کافر ٹھہراتے
ہین اس کو کسی روایت کی تصحیح و تضعیف کے اختلاف یا کسی مسئلہ فرعیہ کی جواز و عدم
جواز کے اختلاف سے کیا مناسبت اور دعوی کرنا اس امر کا کہ حافظ سید علی نے

در منثور اور تدریب مین اس حدیث کی تصحیح کی ہے محض افترا ہے بجز الحاکم وغیرہ کے
اونکا قول وہ بھی صحیح الاسناد ہونیکا نقل کرنا اور بات ہے اور حدیث کی آپ تصحیح کرنا یعنی
اوسکو کہنا کہ ہمارے نزدیک صحیح ہے اور بات ہے پس بیان ادعا کہ جلال الدین سیوطی
نے اس حدیث کی تصحیح کے لیے نقل اس تصریح کی یہہ بھی از قبیل افترا ہے **قولہ**
اس عقیدہ کو کفر نہین کہتے بلکہ اسکے منکر کو اگر بافتوائے حضرت ابن عباسؓ کافر
نہین الی آخرہ **اقول** ہمکو کفر کہنے نہ کہنے کا اختیار ہے مگر تمہارے پیشواؤن کے
کلام سے کفر ہونا تمہارے عقیدہ کا ثابت کر دیا ہے اور یہہ جو تم بار بار اپنا کفر چھپانیکے
لیے نسبت اپنے عقیدہ فاسدہ کی طرف حضرت ابن عباسؓ کے کرتے ہو اور اوس عقیدہ
کے منکر کو کافر ٹھہراتے ہو یہہ محض تمہاری افترا پردازی ہے حضرت ابن عباسؓ سے
ہرگز یہہ عقیدہ ثابت نہین تمام صحاح ستہ و دیگر کتب حدیث مین بہت احادیث صحیحہ
متضمن افضلیت و اکرمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جس سے تمہارا یہہ عقیدہ
صاف مردود ہوتا ہے حضرت ابن عباس رضہ سے مانند دوسرے صحابہ کرام علیہم کے مروی
ہین اور جو شدت بلکہ تواتر معنوی کو بقول تمہارے پیشواؤن اور مستندون کے
پہونچ چکے ہین اور ایک روایت شاذ جو منسوب ہے طرف حضرت ابن عباسؓ کے
قطع نظر اوسکے متکلم فیہ ہونے کے تمہارا مطلب اوسمین صراحتاً موجود نہین ہے
صرف اپنی طرف سے **ایجاد بندہ** کرکے اوسکو ذکر کرتے ہو **قولہ** یعنی یہہ لکھنا تھا کہ
سبقت سے سبقت جمیع من عداہ بالفعل پر مراد ہے یا سبقت جمیع ما یمکن پر اگر مراد
اول ہے تو مطلب جناب کا حاصل نہین ہوتا کیونکہ سبقت ابلیس کی جمیع من عنی بالفعل پر
ثابت ہے لیکن اوس سے یہہ لازم نہین آتا کہ جو افراد مقدور جناب باری مین اونپر
بھی سبقت اوسکو حاصل ہو ہمارے الی قولہ اوسکا جواب توضیح سے دینا اور لفظ کل واحد
ممن ہو غیرہ کو جو عبارت فرد سابق بالسبب الی کل واحد ممن ہو غیرہ مین واقع ہے عام شامل
جمیع من عداہ بالفعل اور جمیع ما یمکن کو سمجھنا بین البطلان ہے الی آخرہ **اقول** یہہ
ادعاء بطلان محض ہذیان ہے جمیع ما عداہ بالفعل کو غیر سمجھنا اور ممکن کو غیر نہ سمجھنا

قولہ ہمارے مخالفین لکھتے ہین کہ اور زمینون مین سانپ بچھو وغیرہ مین آدمی
نہین الخ **اقول** مخالفین تمہارے کہتے ہین کہ احادیث سے کہین کسی روایت مین
عقیدہ موجود ہونے ہمسر مانند آنحضرتؐ کا کسی مقام پر آپکی ماہیت و صفات کمالیہ مین ثابت
نہین صرف تمہارا ایجاد و افتراع ہے اور جس روایت کا تم نام لیتے ہو اول اوسکا
حدیث ہونا ثابت نہین دوسرے وہ معتقد عقیدہ نہین تیسرے ائمہ دین نے اوسکی
تاویل کی ہے چوتھے ظاہر البطلان سب وجوہ سے اوس مین تصریح برابر و مانند ہونے
کی ماہیت و صفات کمالیہ مین نہین ہے پس عقیدہ تمہارا محض الحاد و ابتداع ہے
قولہ آپکو اتنا معلوم نہین کہ رسالہ ہدایت المبتدعین کسکا ہے الخ **اقول** ہمکو
بروایات ثقات حال اوس رسالہ کا اور اوسکے مصنفون کا خوب معلوم ہے نسبت اوسکی
مولوی امیر حسن اور اوسکے فرزند دلبند دونون کی طرف صحیح ہے اور اگر صرف
خطبہ مین نام کا لکھا ہوا ہونا معارضہ روایات ثقات دلیل ہو سکے تو نہایت تعجب ہے کہ
نسبت رجوم الشیاطین کی طرف شاہ عبد العزیز صاحب کے جیسا کہ رسائل پیشوایان
مولوی امیر حسن مانند مولوی بشیر الدین و مولوی صدیق حسن وغیرہ سے ثابت ہے
کسطرح ہوتی اون صاحبون کی جہالت پہ ہو گی بلکہ کتاب تحفہ اثنا عشریہ کی نسبت
مین سے طرف شاہ صاحب کے کلام ہوگا دیکھو اوسی تحفہ مین اپنے والد ماجد صاحب
ازالۃ الخفا کو کس طرح تعبیر کیا ہے اور تین پشت سے کے نام مشتہر کو بمصلحت اخفا فرمایا ہے
قولہ اگر کوئی کسی کی تعریف لکھے اس سے لازم نہین کہ جمیع اقوال اوسکے وہ تسلیم
کرلے الی آخرہ **اقول** کلام موجود تسلیم و عدم تسلیم جمیع اقوال مین نہین ہے کلام
اسمین ہے کہ مولوی عالم علی صاحب تمہارے عقیدہ کو کہ موجود ہونا برابر و ہمسر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا آپکی صفات کمالیہ مین کفر بتاتے ہین اور آپ لوگ اوس
عقیدہ کو ایسا حق سمجھتے ہین کہ اوسکے مخالف کو منکر حدیث آنحضرتؐ بلکہ کافر ٹھہراتے
ہین اس کو کسی روایت کی تصحیح و تضعیف کے اختلاف یا کسی مسئلہ فرعیہ کی جواز و عدم
جواز کے اختلاف سے کیا مناسبت اور دعوی کرنا اس امر کا کہ مولوی سید علی نے

در منثور اور تدریب مین اس حدیث کی تصحیح کی ہے محض افترا ہے بحرالعلوم وغیرہ کے
اونکا قول وہ بہی صحیح الاسناد ہونیکا نقل کرنا اور بات ہے اور حدیث کی آپ تصحیح کرنا یعنے
اوسکو کہنا کہ ہمارے نزدیک صحیح ہے اور بات ہے پس یہہ ادعا کہ جلال الدین سیوطی
نے اس حدیث کی تصحیح کے لیے لی نقل اس تصریح کی یہہ بہی از قبیل افترا ہے **قولہ**
اس عقیدہ کو کفر نہین کہتے بلکہ اسکے منکر کو اگر باقتداے حضرت ابن عباسؓ کافر
نہین الی آخرہ **اقول** ہمکو کفر کہنے نہ کہنے کا اختیار ہے مگر تمہارے پیشواؤن کے
کلام سے کفر ہونا تمہارے عقیدہ کا ثابت کر دیا ہے اور یہہ جو تم بار بار اپنا کفر چہپانیکے
لیے نسبت اپنے عقیدہ فاسدہ کی طرف حضرت ابن عباسؓ کے کرتے ہو اور اوس عقیدہ
کے منکر کو کافر ٹہہراتے ہو یہہ محض تمہاری افترا پردازی ہے حضرت ابن عباسؓ سے
ہرگز یہہ عقیدہ ثابت نہین تمام صحاح ستہ و دیگر کتب حدیث مین بہت احادیث صحیحہ
متضمن افضلیت و اکرمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جنسے تمہارا یہہ عقیدہ
باطل مردود ہوتا ہے حضرت ابن عباس رض سے مانند دوسرے صحابہ کرام کے مروی
ہین اور جو شدت بلکہ تواتر معنوی کو بقول تمہارے پیشواؤن اور مستندون کے
پہونچ چکے ہین اور ایک روایت شاذ جو منسوب ہے طرف حضرت ابن عباسؓ کے
قطع نظر اوسکے متکلم فیہ ہونے کے تمہارا مطلب اوسمین صراحتا موجود نہین ہے
صرف اپنی طرف سے **ایجاد بندہ** کر کے اوسکو ذکر کرتے ہو **قولہ** یعنی یہہ لکہا تہا کہ
سبقت سے سبقت جمیع من عداہ بالفعل پر مراد ہے یا سبقت جمیع ممکن پر اگر مراد
اول ہے تو مطلب جناب کا حاصل نہین ہوتا کیونکہ سبقت ابلیس کی جمیع من مضی بالفعل پر
ثابت ہے لیکن اوس سے یہہ لازم نہین آتا کہ جو امر مقدور جناب باری مین اونپر
بہی سبقت اوسکو حاصل ہو ہمارے الی قولہ اوسکا جواب توضیح سے دینا اور لفظ کل واحد
ممن ہو غیرہ کو جو عبارت فرد سابق الب الی کل واحد ممن ہو غیرہ مین واقع ہے عام خیال
جمیع من عداہ بالفعل اور جمیع ماہکن کو سمجہنا بدیہی البطلان ہے الی آخرہ **اقول** یہہ
ادعا بطلان محض ہذیان ہے جمیع ماعداہ بالفعل کو غیر سمجہنا اور ممکن کو غیر سمجہنا

کیسی کھلی حماقت ہے اور جب اوسکے نزدیک سبقت ابلیس کی جمیع امالسہ موجودین پر ثابت ہے
پس جمیع امال جواب معدوم لیکن وجود اونکا ممکن ومقدور ہے اوپر کسی طرح ثابت
نہین ہے ہان اگر یہہ کہتا کہ نملنا صفت اولیت کا ابلیس کو اور ملجانا دوسرے کو جیسے
ہی ممکن ومقدور ہے تو البتہ یہہ قول مقبول ہو سکتا تھا لیکن ہمارا کلام اوسکے امتناع
مین نہین ہے کلام تو شرکت اور تعدد وصف خاص مین ہے **قوله** عبارت توضیح
مفیدہ اسکی نہین الی قوله ورنہ لازم آتا ہے کہ معنی من دخل هذا الحصن اولا فله النفل کذا
کے یہہ ہون کہ جو شخص داخل ہوا اس قلعہ مین پہلے جمیع داخلین بالفعل اور جمیع ممکن
دخول سے اوسکو اسقدر نفل ہے اور ظاہر ہے کہ سبقت اوسکی جمیع ممکنین پر محال ہے
پس چاہیئے کہ کوئی شخص مستحق نفل نہو اور یہہ کلام لغو ہو الی آخرہ **اقول** کلام اس
بزرگوار کا باوجودیکہ حضرات وہابیہ دہلی وکانپور وغیرہ کے ملاحظہ واصلاح کے بعد مدت
دراز کے مرتب ہوا ہے لیکن کیا قہر خدا تعالی ہے کہ محض مجنونانہ کلام ہے
دیکھو امر واقع کو محال بنایا ہے ظاہر ہے کہ اگر فرض کرو پہلے ایک شخص حصن مین داخل ہو
بعد اوسکے مثلاً صرف ہزار آدمی داخل ہوئے اور پھر بھی باوجود اسکے دس ہزار
آدمی کا داخل ہونا اور ممکن ہے باین ہمہ وہ شخص جس طرح اون ہزار داخلین کے
اعتبار کرکے اول ہے اسی طرح ان دس ہزار کے اعتبار کرکے جنکو ساتھہ جمیع ممکنین
دخول کے تعبیر کرتا ہے اول ہے اسلیئے کہ اگر وہ بھی موجود ہوکر داخل ہون لابد تقدیر فرض
پر بعد اوسکے ہی بعد ہونگے اور وہ پہلا اون جمیع ممکنین کے سابق سے بھی سابق ہے
قوله اور بالفرض والتقدیر اگر ہو تو لازم آتا ہے کہ جو شخص مستحق نفل ہو وہ عالم مین ایک ہی
ہو اور بعد کتنے کسی امام کے ایک بار اس کلام کو صدور اوسکا اور ائمہ سے متعدد و متعسر
بلکہ لغو وعبث وباطل ہے الی آخرہ **اقول** فی الواقع ان حضرات کے نزدیک جواب
نام ہی جمع کردینے چند الفاظ بے ربط کا ہے بس ورنہ کوئی وجہ اس ملازمت کی متصور نہین
ہوسکتی ورنہ مختصرات منطق کے پڑہنے والے بھی جانتے ہین کہ یہہ ملازمت محض
بیجا تعسف ہے اگر ایک امام نے ایک لڑائی کی مقام مین ایک حصن کے اول داخل کو

ایک نقل معین نامزد کردی تو البتہ جو شخص مستحق اس نقل کا ہوگا وہ عالم مین ایک ہی ہوگا
دو ہونا کسی طرح ممکن نہین بعد داخل ہونے ایک کے دوسرا جمیع داخلین بالفعل اور ممتنعین
دخول سے ہرگز مستحق نقل نہونگے بلکہ اگر مثلاً مین دو داخل ہون تو بھی بنسبت عدم امکان
تعدد کے ہرگز وہ مستحق نہین ہوسکتے اسی طرح اگر وہی امام اوسی مضمون کے معاملہ مین اوسی
نسبت پھر اگر ابطال کہے تو بیشک یہ کلام لغو و عبث باطل ہے اور اگر سب امور متبدل
ہون ہرگز تغیر و تعدد لازم نہین ہے **قولہ** اس صورت مین لازم آتا ہے کہ مثل
اول الانبیا اور اول الرسل الی قولہ ممتنع ہو الی آخرہ **اقول** یہہ محض البلہ فریبی ہے
جب خود حضرات وہابیہ ممتنعات پر حضرت حق سبحانہ تعالی کو قادر نہین بتاتے اور ہر
جزئی کی شرکت کو ممتنع بتاتے ہین پس اونکے قول کے بموجب مولوی امیر حسن صاحب کا
شریک اونکے تشخصات جزئیہ کاملہ و ناقصہ مین اور اونکے فرزند دلبند کا شریک
اونکے اقوال جزئیات مشخصہ ناقصہ و کاملہ مین اور اسی طرح ہر جزئی کا شریک اوسکے
مشخصات جزئیہ مین ممتنع ہے اور حق سبحانہ اوسپر قادر نہین ہے پس یہہ عقیدہ
مخالف عقائد مسلمین و یہود و نصاری و جمیع فرق عقلا کے ہے یا نہین اور ہی جب
یہہ حضرات تصریح سے اقرار کرتے ہین کہ حق سبحانہ افراد و مصادیق اجتماع النقیضین
پر قادر نہین ہے پس صاف ثابت ہے کہ اونکے نزدیک جمع ہونا وجود زید کا ساتھ
اوسکے عدم کے اور جمع ہونا وجود عمرو کا ساتھ اوسکے عدم کے اور جمع ہونا وجود
میان امیر حسن کا ساتھ اونکے عدم کے ممتنع ہے اور حق سبحانہ ان سب امور غیر متناہیہ
پر اونکے نزدیک قادر نہین ہے پس فرماوین کہ یہہ عقیدہ انکا مخالف مسلمین و یہود و نصاری
و جمیع فرق عقلا کے ہے یا نہین جو کچھہ اسکا جواب آپکے نزدیک ہو وہی بنسبت مساوی ممتنع
شریک برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپکے تشخصات کاملہ مین تصور فرمالین
قولہ اولیات ممکنہ مین ایسی کوئی اولیت نہین جس سے پہلے کوئی اولیت ممکن نہو
بلکہ ہر اول سے اول اور اوس سے پہلے اور اول الی قولہ ممکن ہے الخ **اقول**
منشا اس حماقت کا یہہ ہے کہ امکان سلب اولیت کو اول سے اور حاصل ہوسکنے کو واسطے

دوسرے کے بنظر عقل اور امکان شرکت و تعدد اولیت کو اور باوجود اول کے موصوف ہونے کے ساتھ اولیت کے دوسرے کا بھی موصوف ہونا ساتھ اولیت کے اور دونو موصوف ہونا آن واحد مین عند العقل ایک امر سمجھتا ہے حالانکہ شرکت اور امر اور سلب ہو سکنا ایک سے یا نہ ملنا ایک کو اور اسی طرح مل سکنا دوسرے کو اور امر ہے

قولہ پس اعتقاد اولیت اول من عصی کا تبع ابلیس الخ یعنی باطل محض ہے الخ **اقول** قطع نظر اس سے کہ مفرع علیہ خود باطل ہے برتقدیر اوسکی صحت کے بھی یہ تفریع محض فاسد ہے **قولہ** وہ معترض ہے اول المسلمین اور اول المومنین الخ **اقول** یہ اعتراض بھی محض مہمل ہے کہ کلام اول حقیقی مین ہے اور آپ[illegible] اوسکا اثبات کہ یہان بھی اول حقیقی ہے اور پھر متعدد ہے اوسکے ذمہ ہے **قولہ** عوالم باعتبار قدرت اللہ سبحانہ کے غیر متناہی ہین الخ **اقول** عوالم کا غیر متناہی ہونا مستلزم وقوع تعدد کو تشخصات جزئیات مین یا امکان اوس تعدد کو نہین ہے پس حق سبحانہ اگر کروڑون عوالم پیدا کرے جو عالم کہ اول پیدا ہوا ہے باقی سب عوالم سے اول ہوگا اور اسی طرح اس عالم مین جو اول پیدا ہوا ہے یا اور کوئی وصف اولیت مختصہ کا اس عالم کی کسی فرد خاص کو ملا ہے ہرگز شرکت اوسمین اور عوالم متاخرہ کی افراد مین ممکن نہین وہ سب اوس اول سے متاخر ہو گئے **قولہ** آپنے جواب استفتا مین تحریر فرمایا ہے پس مانند ابلیس کا اس صفت خاص مین ہرگز داخل قدرت نہین ہو سکتا ہے ہان اوس سے بڑھکر برائیون مین مثیل اللہ جلشانہ کی قدرت مین داخل ہے الخ بلا تشبیہ مخالفین آپکے یون ہے اگر کہین کہ صفت اول من تنشق عنہ الارض و اول من یحرک حلق الجنۃ و اول شافع و مشفع مین اگرچہ مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ممتنع ہے لیکن بڑھکر اون سے کثرت اور قرب بہ الارباب مین اللہ جلشانہ کی قدرت مین داخل ہے پس اوسکا آپکے پاس کیا جواب ہے الی آخرہ **اقول** جواب اسکا یہ ہے کہ باجماع ائمہ امت [illegible] کی کتاب [illegible] ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرف اعلی کمال قرب رب الارباب مین مجمع بین [illegible] ثابت ہے پس جس طرح کہ مساوی و برابر و شریک آنحضرت کا

اون صفات مشخصہ مین ممتنع اور مصداق اجتماع النقیضین ہے اسی طرح باوجود موجود ہونے
رہنے آنحضرت کے ساتھہ اس صفت مشخصہ کے اعلی اب سے بھی ممتنع ہے کہ اعلی
طرف اعلی جمیع من عداہ سے بھی ممتنع ہے اور مصداق اجتماع النقیضین کا ہے
بلکہ طرف اعلی جمیع من عداہ کی شرکت اور تعدد بھی ممتنع عقلی ہے ہان البتہ مجرد
تعدد مثل اس صفت کا بلکہ جمیع صفات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور علما
وغیرہ کو بیشک بنظر عقل کے ممکن ذاتی اور داخل قدرت حق سبحانہ ہے
قولہ توضیح کی عبارت یہان پر نقل کرنا اور اوس سے استناد کرنا تو بر محض ہے
بوجوہ وجہ اول یہہ کہ توضیح مین تعدد اول اور عدم تعدد دونون مرقوم ہین الی
آخرہ **اقول** ان حضرات کو سوائے تلبیس کے اور کچہہ نہین آتا ہے توضیح مین معنے
معنے اول کو غیر قابل تعدد لکہا ہے اور جہان تعدد ہو وہان معنی اول کے
اپنے حال پر نہین رہتے ہین مانند لفظ اسد کی کہ معنی اوسکے حیوان مفترس ہین
اور اطلاق اوسکا انسان پر اس معنی کر نہین ہے بلکہ صرف بطور مجاز کے ہے
حضرات اسمعیلیہ کو اس سے بھی انکار ہے پس مردود ہونا اونکے قول کا توضیح
سے بخوبی ثابت ہے اور جہان کوئی قرینہ ہو وہان معنی حقیقی پر محمول ہوگا جس مین
تعدد ممکن نہین ہے چہ جائیکہ بدلائل شرعیہ متعین ہونا معنی حقیقی کا ثابت ہو **قولہ**
تعدد اوس مین موافق استعمال فصحا وبلغا کے واقع ہے قال اللہ تعالے فی سورۃ
طہ قالا یموسی اما ان تلقی واما ان نکون اول من القی الخ **اقول** منشا اس ادعا اور
استدلال کا نہ سمجہنا معنی لفظ تعدد کا ہے اور نہ سمجہنا کلام اہل اصول کا ورنہ ہرگز
اس آیت سے وقوع تعدد پر اول من مین برخلاف تحقیق اہل اصول کے استدلال
نکرتا **اب سمجہہ لو** کہ اس آیت مین ذکر جمیع من حیث المجموع کا ہے بمقابلہ حضرت
موسی علیہ السلام کے اور جمیع من حیث المجموع کو متعدد سمجہنا ایسی لغویات ہے کہ
جسنے شرح جامی بڑہی ہوگی وہ بہی اسکی لغویت سے بخوبی واقف ہے چہ جائیکہ جسنے
کتب اصول کا مطالعہ کیا ہو شرح جامی مین لکہا ہے لا تعدد فی جمیع اجزاء دلیل حق اسم

واحد الی آخرہ اور اسی طرح حال ہے باقی مثالون کا کہ اونسے بہی کسی طرح وہ
قول جسکو اہل اصول تحقیق سے لکہتے ہین باطل نہین ہوسکتا مگر اس بزرگوار کا
یہہ خیال خام ہے **قولہ** اور یہہ کہنا کہ جس تقدیر پر دو شخص اول حقیقی فرض کیجئے
جاوین ہر واحد سابق علی جمیع من عداہ اور غیر سابق علی جمیع من عداہ اسی کو اجتماع
النقیضین کہتے ہین **تلمیع** ہے کیونکہ اولاً منقوض ہے اول المسلمین واول المؤمنین
وغیرہما سے الی آخرہ **اقول** یہہ نقض محض تغلیط جہال ہے کلام اول حقیقی مین ہے
جسکو اہل اصول غیر ممکن التعدد فرماتے ہین اور ان مثالون مین تلبس حقیقی مراد ہے
قولہ ثانیاً سابق علی جمیع من عداہ ہونا قوت مین موجبہ محصلہ کے ہے اور غیر سابق علی
جمیع من عداہ ہونا قوت مین موجبہ معدولہ کی اور موجبہ محصلہ اور موجبہ معدولہ تاہم
متناقض نہین نقیض موجبہ محصلہ کا سالبہ بسیطہ ہے نہ موجبہ معدولہ الی آخرہ **اقول**
واہ ظاہر مین کہین اپنا کمال اصول ذاتی ظاہر کیا جاتا ہے اور کہین منطق دانی کا
کمال شایع کیا جاتا ہے مگر حقیقت مین منطق و اصول بلکہ جمیع معقول و منقول سے
آپ معرا ہین **اولاً** آپ کو معلوم نہین کہ جب موجبہ معدولہ صادق ہوگا سالبہ بسیطہ
ضرور صادق ہوگا اس واسطے کہ خاص بے عام کے نہین پایا جا سکتا ہے پس مثلاً
بر تقدیر صدق سابق علی جمیع من عداہ ہونے کے جب غیر سابق علی جمیع من عداہ بہی
صادق ہوگا سلب سبقت علی جمیع من عداہ کا بہی صادق ہوگا اس واسطے کہ اگر یہہ سلب
صادق نہوگا تو سبقت علی جمیع من عداہ ثابت ہوگی پس سبقت اور لا سبقت دونون
ثابت ہونگے وہو اجتماع النقیضین قاضی مین بہی لکہا ہے متی ثبت اللا بارج بصدق
سلب البارج عنہ فانہ لو لم یصدق سلب البارج عنہ ثبت لہ البارج فیکون البارج واللا بارج ثابتین
لہ وہو اجتماع النقیضین الی آخرہ عبد الحکیم نے حاشیہ مین لکہا ہے وہو
اجتماع النقیضین یعنی المفہومین الذین بینہما غایۃ الخلاف واجتماعہما محال بالبداہۃ
وان جاز ارتفاعہما الخ اور **ثانیاً** آپ کی تقریر تسلیم بہی کیجاوے تو بہی آپ کو خبر نہین
کہ یہہ کلام نہ بر تقدیر وجود دو شخص اول حقیقی کے اس طرح کہ ہر ہر واحد سابق علی جمیع

من عداه بھی ہو اور غیر سابق علی جمیع من عداہ بھی ہو اور ہر وقت ہر یہ ہو موضوع کے
موجبہ معدولہ اور سالبہ بسیطہ متلازم ہین پس اجتماع النقیضین کے مصداق ہونے مین
کسی طرح شک و شبہ نہین ہو سکتا قطبی مین بعد بیان فرق سالبہ بسیطہ اور موجبہ معدولہ کے
لکہا ہے وذلک کلہ اذا لم یکن الموضوع موجودا اما اذا کان موجودا واما اذا کان موجودا
فالموجبۃ المعدولۃ المحمول والسالبۃ البسیطۃ متلازمتان لان ج الموجود اذا سلب عنہ با
یثبت لہ اللا با و بالعکس الی اخرہ **قولہ** اور وہ جو جواب استفتا مین لکہا ہے اب مین
لکہتا ہون کہ اجتماع النقیضین کے جسقدر مصداق اور افراد ہین جیسے کہ ایک شخص کا
ایک آن مین زندہ و مردہ ہونا الی قولہ مصداق اجتماع النقیضین مین معدود نہین اور
دوم نقیض مقید کا رفع المقید ہین بہ مقید آخر پس نقیض زندہ فی الآن ہو نہیگا رفع زندہ
فی الآن نہ مردہ ہونا آن مین الی آخرہ **اقول** ظاہرا ان بزرگوارون نے بعض فنون کے
بعض بعض الفاظ کسی سے سن لیئے ہین اور اونکو بھی اچھی طرح سے سمجھے نہین
اور جسقدر ہر اپنے نئین منجر اور امام سب فنون کا جان لیا ہا تاکہ اوس ایک فن کی
بھی شروح و حواشی کو بھی نہین پڑہا ہے دوسرے فن کے استعمال و محاورات جدا گانہ
تو دیکھنے کا کیا احتمال ہے مردہ و زندہ وغیرہ پر گو با صطلاح رسائل مختصرہ منطق کے
اطلاق نقیضین کا نہو سکے لیکن باعتبار محاورہ کتب کلامیہ کے اطلاق نقیضین کا
ضدین پر اور اطلاق ضدین کا نقیضین پر اور اطلاق تضاد کا تناقض پر اور تناقض کا
تضاد پر ثابت ہے ہم اس مقام پر صرف استعمال نقیض کا نشان دیتے ہین ملا علی قاری
نے شرح فقہ اکبر مین بحث صفات ذات و صفات افعال مین لکہا اما عند الاشعری
فالفرق بینہما ان ما یلزم من نفیہ نقیضہ فہو من صفات الذات فانک لو نفیت الحیوۃ
یلزم الموت الخ اور علامہ تالمبی نے کتاب مطالب غیبیہ مین امام یافعی سے نقل کیا ہے
صفۃ النہار النور وصفۃ اللیل الظلمۃ وہما نقیضان واجتماع النقیضین محال فاجتماع اللیل
والنہار محال وہو المطلوب الی آخرہ اور باعتبار اصل محاورہ عربی کے بھی نقیضین معنی مطلق
متنافیین کے ہے اور اجتماع متنافیین خواہ ضدین ہون خواہ نقیضین محال ہے

علاوہ برین فرض کیا جاوے کہ اطلاق نقیضین کا مردہ و زندہ پر صحیح نہین لیکن ایک آن مین زندہ و مردہ کی مصداق کے اجتماع النقیضین ہونے سے انکار کرنا محض حماقت ہے جیسے مثلاً انسان کی نقیض لا انسان ہے حمار نقیض نہین ہے با این ہمہ اگر کوئی شخص مانند ان حضرات کے اپنی حماقت سے قائل ہو جمیع انسانیت و حماریت کا شی واحد مین آن واحد مین البتہ کہا جائیگا کہ یہہ مصداق اجتماع النقیضین ہے اِسلیئے کہ جب وہ انسان حمار ہوا اور حمار لا انسان ہے پس انسان بہی ہوا اور لا انسان بہی ہوا وہو مصداق اجتماع النقیضین آدر وہ جو بلحاظ قول نقیض کل شی رفعہ کے وجہ دوم بیان کی ہے حال اوسکا یہ ہے کہ رفع سے مراد اوس قول مین فقط صریحی نہین ہے بلکہ عام ہے رفع صریحی واقع ضمنی کو اطفال منطق خوان بہی اوسکو جانتے ہین مولوی اسماعیل صاحب نے حاشیہ شرح تہذیب مین جو لڑکون کے مطالعہ مین بہی ہوتا ہے لکہدیا ہے **قولہ** نقیض کل شی رفعہ اعترض علیہ مان العدم نقیض الوجود وقد تقرر عندھم ان التناقض من الطرفین فثبت ان الوجود نقیض العدم مع انہ لیس رفعہ فکیف یصح ان نقیض کل شی رفعہ بل لزم منہا شی اخر وھو ان رفع العدم ایضا نقیض لہ فللعدم نقیضان الوجود وسلب العدم وقد تقرر عندھم ان النقیض واحد والجواب ان المراد من الرفع اعم من الصریحی والضمنی والوجود وان لم یکن رفعا للعدم صریحا لکنہ رفعہ ضمنا وسلب السلب لیس نقیضا مغایرا للوجود بل ھما شی واحد فی الحقیقۃ ولا فرق بینھما بحسب المصداق فتدبر الی اخرہ **قولہ** وجہ دوم آپکی تقریر کے موافق لازم آتا ہے کہ مصداق من دخل اولاً فلہ من النفل کذا کا اصولیین کے نزدیک ممتنع بالذات ہو حالانکہ وہ خلاف واقع ہے الی آخرہ **اقول** دعوی اس الزام کا محض خیال خام ہے البتہ اس قدر لازم ہوتا ہے کہ مصداق من دخل اولاً کا متعدد ہونا اصولیین کے نزدیک ممتنع بالذات ہو ہو یہہ بیشک مطابق واقع کے ہے اور بنا بر حسب توضیح و من بعدہ وحذوہ کے نزدیک ثابت کہ اگر ممتنع بالذات نہو تا نفی ما کان کی لغو ما نے

قولہ وجہ سوم یہہ کہ تلویح سے صاف ظاہر ہے کہ وقت معارضہ کل کے معنی اول کے

سابق علی الغیر مین الی قولہ تو معارضہ قدرت حضرت باری جل شانہٗ کا الخ **اقول** اون
بزرگوار دن کو نہ معنی معارضہ کے معلوم ہین نہ معنی تخصیص کے نہ اس بات سے خبر کہ معنی
حقیقی کے ترک کرنے اور مجازی لینے کے واسطے کیا قرینہ چاہئے قطع نظر ان سب
وجوہ سے اسقدر سمجھو کہ تم خود اپنی تحریر مین سابق لکہ چکے ہو وجود مثل ابلیس کا ممکن ہے
باین طور کہ پروردگار عالم اوسکو پیدا نکرتا اور اوسکی جگہ اوسکی مثل کو قایم کرتا اور اس
طور پر بھی ممکن ہے کہ پروردگار عالم اس صفت کو سلب کر کر دوسرے کو دیدے اور
اوسکی جناب مولانا مولوی عبدالقادر صاحب بہی معترف ہین الی الخ لیس بامجرد نقل
مقولہ مخالف کے ذکر معارضہ قدرت کا کرنا محض حماقت و تغلیط عوام ہے لیکن جناب
قدرت کا ادہر کل کر دینے جزئی مشخص کے تم اقرار نکرو گے تغلیط تمہاری چل نہین سکتی ہے
تمکو بہی عوام بموجب تمہارے اعتقاد و اقرار کے منکر قدرت کہتے ہین جیسا تم اپنی ناواقف
عوام کے سامنے اہل سنت کو منکر قدرت ٹھہراتے ہو **قولہ** لفظ اوّل کا اطلاق دو
معنی پر آتا ہے الخ **اقول** جب ایک معنی حقیقی ہین ایک غیر حقیقی پس جو شخص
مدعی ہو غیر حقیقی کا وہی محتاج دلیل و قرینہ ہے اور ہمکو تو اس سے کچہ مقصود اصلی
نہین ہے یہہ تو صرف ایک مثال ہے مطلب تمام تحریرات کا بتغیر عبارات تمکو یہی ہے
کہ شریک جزئیات کا صفات مشخصہ مین ممتنع غیر ممکن ہے و بس انکا تمکو بھی اقرار ہے
اور قادر نہونا حق سبحانہ کا اوپر شریک جزئیات مشخصات مشخصہ مین اپنا عقیدہ
بیان کرتے ہو پھر اس نزاع لفظی سے بجز دہوکا دینے عوام کے کچہ فائدہ نہین
سو بفضلہ تعالے اب تمکو یہہ فائدہ بہی حاصل نہین ہوتا کہ مغالطہ تمہارا سب پر کہل گیا
قولہ یہان جس اول سے بحث ہے وہ اوّل بالفعل ہے اور گفتگو جس
اوّل مین ہے وہ اول بالامکان مین ہے الی آخرہ **اقول** گفتگو ممکن ہونے
تعدد اول بالفعل مین ہے کہ بموجب تصریح اہل اصول کے تعدد اوسمین ممتنع ہے
اور غیر ممکن ہے اور زید کا مثلاً اوّل بالامکان ہوسکنا اور درصورت ہونے زید کے
عمرو کا اوّل بالامکان ہوسکنا اور درصورت نہونے عمرو کے بکر کا اول بالامکان ہوسکنا

بحث وگفتگو سے خارج ہے کہ بقیہ درنہین ہے بلکہ سلب ایک سے اور عطا ہونا
دوسرے کو ہے اسکے امتناع وامکان مین ہرگز گفتگو نہین ہے **قوله** دعوی تصریح
عدم امکان تعدد معنی حقیقی اوّل کا توضیح مین خلاف واقع ہے **اقول** علاج
اس نافہمی کا کسی طرح متصور نہین عبارت توضیح کی یہ ہے الاول عبارة عن الفرد
السابق بالنسبة الی کل واحد ممن هو غیره ففی قوله من دخل اولا یمکن حمل الاول علی هذا
المعنی وهو معناه الحقیقی اما فی قوله کل من دخل اولا فلفظ کل دخل علی قوله من دخل ولا
فانتفی التعدد فی المضاف الیه فلا یمکن حمل الاول علی معناه الحقیقی الخ پس تصریح عدم
امکان تعدد معنی حقیقی اوّل کو توضیح مین خلاف واقع کہنا محض خلاف واقع ہے صریح
وتصریح کے معنی ظاہرا معلوم نہین ہین **قوله** پہلے آپ نے صاف لکھا تھا الخ **اقول**
یہہ لکھنا پہلے لکھنے کے کسی طرح منافی نہین ہے کہ صرف بطور تمثیل کے لکھا تھا اور اصل
بحث ممتنع ہونا شریک وبرابر کا ہے اور امور مشخصہ جزئیہ غیر قابلة التعدد مین ہونا سکا
خود تمکو اقرار ہے پھر یہہ بحث مناقشہ فی المثال ہے وبس **قوله** مولوی فضل حق
صاحب نے جو اول من ینشق عنه الارض اور اول من یحرک حلق الجنة سے امتناع مثل
آنحضرتؐ پر اولیت حقیقی استنباط کر کے استدلال کیا ہے وہ بموجب اعتراف کے
درست نہ تھا کیونکہ اول من مین دونون احتمال ثابت ہین واذا جاء الاحتمال بطل
الاستدلال الخ **اقول** ان بزرگوارون کو نہ احتمال کے معنی معلوم ہین نہ استدلال کے
قیاس کرنا ایک مثال فرضی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات ثابتہ کا جو دلائل
شرعیہ سے ثابت ہین محض اغواے جہال ہے احتمال مجازی مبطل استدلال
نہین ہے اب اسقدر سمجھ لو کہ بموجب تصریح اہل اصول کے اوّل من کے معنی
حقیقی وہی ہین جو مولانا فضل حق صاحب نے بیان فرمائین ہین اور کلمہ من کا مستغرق و
عام ہے اور اون معنی مین بتصریح اہل اصول کے تعدد غیر ممکن ہے اور اسی واسطے
من کے معنی حقیقی سے قرینہ چاہیئے پس کمالات مختصہ آنحضرتؐ مین جو احادیث
صحیحہ باجماع امت سے ثابت ہے اور انکو امت نے تلقی بالقبول کیا ہے

استدلال باعتبار معنی حقیقی کے صحیح ہے اور مجرد احتمال بلا دلیل معنی حقیقی مراد نہ ہونیکا یا تخصیص عام کا بے ضرورت کے اور بے قرینہ صارفہ کے مبطل استدلال نہین ہو سکتا ہے احتمال غیر ناشی دلیل سے اور احتمال مجاز اعتبار سے ساقط ہے توضیح مین عام کے بحث مین فرمایا ہے وعندنا هو قطعي مساو للخاص وعینی معنی القطعی فلا یجوز تخصیصه بواحد منهما ما لم یخص بقطعي لان اللفظ متی وضع لمعنی کان ذلک المعنی لازماً له الا ان تدل القرینة علی خلافه ولو جاز ارادة البعض بلا قرینة لارتفع الامان عن اللغة والشرع بالکلیة لان خطابات الشرع عامة ولا احتمال الغیر الناشی من دلیل لا یعتبر ولاحتمال الخصوص ههنا کاحتمال المجاز الخ **قوله** گفتگو اول من مین ہے استعمال اوسکا دونون مین آیا ہے الخ **اقول** ایک معنی حقیقی ہین ایک غیر حقیقی اور گفتگو اسمین ہے کہ معنی حقیقی مین تعدد ممکن ہے یا نہین باقی امور مین بحث کرنا محض فریب ہے چہ جائیکہ اوسکو اہل بحث ٹھہرانا **قوله** مولوی صاحب سے گفتگو اس امر مین تھی کہ شیطان کا مثل ممتنع بالذات ہے یا ممکن بالذات الخ **اقول** اگرچہ اصل گفتگو اسمین نہ تھی بلکہ موجود متحقق امثال آنحضرت مین تھی لیکن بعد اوسکے امکان و امتناع مثل آنحضرت مین آپڑے جیسا کہ اخبار شعلۂ طور سے جو خود آپکے دوستون اور طرفدارون نے تمہارے مشورہ سے بحوالہ مطالعہ تحریرات طرفین چھاپا ہے ظاہر ہے چنانچہ اوسکی عبارت اوپر منقول ہو چکی ہے اور یہ گفتگو بعد گریز میان امیر احمد صاحب کے اصل گفتگو سے ہوئی مگر پھر جو یہہ بزرگوار واسطے تغلیط عوام کے علی الاطلاق شیطان کی مثل کے ممتنع بالذات کہنے کا حوالہ کر دیا کرتے ہین یہہ بھی انکی کمال چالاکی ہے کلام صفات مشخصہ جزئیہ مین ہے کہ اونمین شرکت و تعدد بے شک ممتنع بالذات ہے **قوله** اسکو معلوم نہین کہ قبل حضرت آدم کے اس زمین پر کون مخلوق تھی الی قوله پس قبل شیطان اور دیگر عصیان محتمل کیا بلکہ یقینی ہے الخ **اقول** بیان سے خوب ثابت ہو گیا ہے کہ اس بزرگوار کو مخالف کا کلام دیکھنا اور سمجھنا تو کیا اپنا لکھا ہوا دیکھنا اور سمجھنا بھی دشوار ہے مدت تحریف سے کلام کرنا اور مغالطہ دینا جواب آتا ہے دیکھو باوجودیکہ حوالہ شرح

وقایہ کا موجود ہے اور شرح وقایہ مین تصریح ہے الاول فرد لایکون غیرہ من
جنسہ سابقا علیہ ولا مقارنا لہ الی آخرہ اور توضیح کی عبارت مین اگرچہ اسی قدر ہے
الاول عبارۃ عن الفرد السابق بالنسبۃ الی کل واحد من غیرہ الخ لیکن ہر عاقل جانتا ہے
کہ مراد وہی ہے پس یہہ اعتراض مہمل بسبب نہ سمجھنے مطلب عبارت توضیح کے ہے
اگر اسپر تسلی نہو تو اپنے ہی کلام مین دیکھیے کہ کیا لکھہ چکا ہے چنانچہ عبارت اوسکی
یہہ ہے جناب مولوی صاحب نے سبقت سے سبقت بالفعل جمیع من عداہ بالفعل پر مراد ہے
یا سبقت جمیع الممکن بعدہ پر اگر مراد ہے تو مطلب حاصل نہین ہے کیونکہ سبقت ابلیس
کی جمیع من مضی بالفعل پر ثابت ہے لیکن اوس سے لازم یہہ نہین آتا کہ جو اشرار
ابالسہ مقدور جناب باری ہین اون پر بھی سبقت اوسکو حاصل ہو جاوے الخ ہیچ نہ
دروغگو را حافظہ نمی باشد بہر حال اب ہم سمجھہ لین کہ سبقت شیطان ابلیس کی جمیع
شیاطین ابالسہ پر صفت عصیان مین ثابت ہے کہ حقیقۃ اشرار شیاطین اوسکے بعد
ممکن ہے تبکا اونکے ساتھہ اس صفت خاصہ مین شریک ہونا ممتنع ہے گو فسق و
فجور مین اوسکی مانند ہون شاید اپنی نادانی و عدم واقفیت محاورات سے یہہ اعتراض
کیا یا انکہ جن جو قبل ابلیس سے تھے اور اونہون نے کیا تھا اونکو بھی شامل ابالسہ
شیاطین سمجھکر اور اونکو شیاطین و ابالسہ مین سے سابق شیطان ابلیس پر جانکر یہہ
کلام مہمل بک دیا حالانکہ یہہ بھی خلاف محاورہ شائعہ علماء اعلام کے ہے امام رازی نے
تفسیر کبیر مین بذیل آیہ کریمہ ان اللہ اصطفی آدم و نوحا و آل ابراہیم و آل عمران علی العالمین
کے لکھا ہے و اتفق علی ان اصناف المکلفین اربعۃ الملائکۃ و الانس و الجن و الشیاطین الخ
تفسیر عزیزی مین بھی لکھا ہے ارواح یا نیک محض است و آنرا فرشتہ گویند یا بد محض است
و آنہارا شیاطین نامند یا مختلط از نیک و بد و آنہا دو قسم اند جن و ارواح بنی آدم الخ
بالجملہ جنون کا شیطان سے پہلے عصیان کرنا منافی اولیت حقیقۃ عصیان شیطان کا
جنس شیاطین مین سے نہین ہے گو کہ شیاطین مین سب سے پہلے عصیان شیطان
نے کیا ہے اگرچہ شیطان موافق دوسرے محاورہ کے جن کے قبیل سے بھی معدود ہو سکتا ہے

قوله کھنٹکا امتناع و امکان مثل شیاطین جیسے آپ اوسکو ممتنع بالذات فرماتے ہیں الی آخرہ **اقول** صحی جگہ منا المعبث سے نہیں ہوتا مثل شیطان کا جو شریک اوسکے تشخصات جزئیہ مین ہو اوسکو ممتنع کیا گیا ہے نہ عموماً علی الاطلاق کا مرمراً ایا اور اگر کسی مثال سے وہ مراد نہو تو مناقشہ فی المثال ہے علی ماسبق **قوله** قطع نظر رکاکت عبارت کی مطلوب یہ ہے کہ جب منشاے امتناع مثل شیطان و یزید امتناع نحو خاص ہو اور قطع نظر اسکے ذکور ممکن تھا تو لازم آتا ہے کہ امتناع معلول و مجعول ہو جاوے الی قوله بخلاف تشخص ہاں کے کہ وہ بذاتہ آبی ہے اشتراک سے اور اوسمین صلاحیت اشتراک نہین والا لم یکن التشخص تشخصاً وقد فرضناہ الخ صرف بس اسکے امتناع اشتراک کی علت جزئیت کو قرار دینا صحیح البطلان ہے الخ **اقول** قطع نظر اور خرافتون سے اس مقام پر اقرار ہے زید و عمرو کے شریک کلی کلی ممتنع ذاتی ہونے کا اور انکی تشخصات مین اس دلیل سے کہ والا لم یکن التشخص تشخصاً الخ بس بعینہ یہی حال ہے اوصاف شخصیہ شیطان و یزید کا باقی رہا قصہ علیت کا سو یہہ صرف اسکا افتراع ہے البتہ اگر مطلق مثل شیطان کو ممتنع ٹھہرا کر علت و منشاء اوسکا امتناع نحو خاص ٹھہرایا جاتا تو البتہ اسکی خرافات کو گنجایش ہوتی سو یہہ ہمارا مطلوب و دعوی نہین ہمارا کلام تو صرف امتناع خاص سے ہے مین سے و بس یعنی فسق و فجور وغیرہ مین مثل و شریک اوسکا ممکن بلکہ واقع شریک اوسکے اوصاف مخصوصہ مین ممتنع ہے **قوله** نفس مفہوم اولیت و خاتمیت کا صفات کمال مین معدود نہین **اقول** رسالہ کیروزی اور تراجیہ سے محل نزاع کے منتفی ہونیکا یہہ کیا جواب ہوا ہان اگر اسکے نزدیک خاتمیت انبیا اور اولیت خاتمیت وغیرہ صفات کمال مین معدود ہون تو البتہ اونکی طرف سے گنجایش جواب ہو سکتی ہے **قوله** رسالہ کیروزی اور افادات تراجیہ مین لفظ جمع نہین بلکہ لفظ صفات کمال الخ **اقول** بقول صاحب کیروزی کے لفظ جمع کی کیا حاجت ہے لفظ صفات کمال خود باعتبار معنی حقیقی اوسپر دال ہے علاوہ برین اگر تحقیق الفتوی اور رد اوسکا جو اوسکا جواب دیکھتا سمجھتا تو ہرگز محل نزاع کو نہ بدلتا **قوله** اور ما علی اولیت

خاتمیت آپکے نزدیک بھی قابل اشتراک ہین الی آخرہ **اقول** یہہ محض افترا ہے
اہل حق کے نزدیک بہت صفات کمالیہ حضرت افضل الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی
اس طرح شخص ہین کہ ہرگز وہ قابل اشتراک نہین مثلاً ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
طرف اعلی قرب رب الارباب مین جمیع مخلوقات سے اور اکرم ہونا جمیع ماسوی اللہ سے اور
واصل ہونا اعلی درجات جنت کو کہ جسکا ملنا دوسرے کو ممکن نہین پس ذکر خاتمیت واولیت کا فقط
بطور مثال کے ہے :: واسطے تفصیل کے کاش یہہ شخص کتب اہل حق سے قطع نظر کر کے
رسالہ کلام الفاضل دیکھ لے **قولہ** اور یہہ دعوی اکابر علما کے کلام مین موجود ہے الخ
اقول دیکھو کیا جرأت ہے موجود ہونے دعوی تقویۃ الایمان کا اکابر علما کے کلام مین ادعا
کرتا ہے اور دو عبارتین بھی نقل کرتا ہے اور نہین سمجھتا کہ تقویۃ الایمان کی عبارت مین
لفظ برابر کا ہے اور اون عبارتون مین لفظ مثل اور جون کا پہلے سے تسویہ سمجھا جاتا ہے
اور دوسرے سے تشبیہ دونون کو ایک سمجھنا اپنے پیشواؤن کے کلام سے بھی
غفلت کرنا ہے صیانۃ الاناس مین مولوی حیدر علی صاحب نے فرمایا ہے ایک تشبیہ

ہے ایک تسویہ تشبیہ مین مشبہ بہ کو بوجہ تشبیہ مین فوقیت اور قوت ہے حقیقۃً یا
ادعاءً بخلاف تسویہ کہ ایک مساوی کو دوسرے پر نہ فوقیت نہ قوت ہے اور رسالہ یکروزی
مین لفظ برابر کی تفسیر خود کردی ہے صرف لفظ برابر کا اسماعیلیہ کو مفید نہین جب تک
وہ تفسیر صراحۃً ثابت نکرین **قولہ** اول یہہ اعتراض آپکو مولوی فضل حق صاحب سے
کرنا تھا کہ اونہون نے صرف واقع ہوجانے لفظ برابر سے رسالہ تقویت الایمان
مین اعتراض کیا **اقول** اولاً یہہ کلام محض مہمل ہے لفظ مثل کا قیاس لفظ برابر پر
بموجب تصریح اونکے اکابر کے صحیح نہین ہو سکتا ہے برابری اور چیز ہے مماثلت
اور چیز برابری کے کفر کہنے سے مطلق مماثلت کا کفر کہنا لازم نہین آتا ہی ثانیاً
بمقتضاے آنکہ تصنیف را مصنف نیکو کند بیان + صاحب تقویت الایمان نے تو خود
رسالہ یکروزی مین تفسیر کردی کہ تحقیق الفتوی مین حکم کفر کا کیا گیا چنانچہ عبارت یہہ ہے

مثل مذکور عبارت است از فردی کہ مشارک آنجناب باشد در ماہیت و اوصاف کمال الخ

قولہ عبارت ملا علی قاری ومن المعلوم استحالہ وجود مثلہ بعدہ سے استدلال کیا
الخ **اقول** اس شخص کو معلوم نہین کہ ملا علی قاری نے یہہ قول کس مقام پر فرمایا ہے
اب دریافت کرلو کہ وہ قول بعد اس قول کے لکھا ہے وبیان خصائصہ التی لم یختص
فی مخلوق قبلہ الخ پس مانند آفتاب کے ظاہر ہے کہ مراد مثل سے جسکے استحالہ کا
[illegible] ہے مثل آپکے خصائص مین ہے وہو المطلوب اور ثانیاً استحالہ مثل سے استحالہ
[illegible] بدرجہ اولی ثابت ہے اور ایک امر مین بھی مثل کے مستحیل ہونے سے دعوی
اسماعیلیہ کا بگڑتا ہے اور صدہا امور مین امکان مماثلت سے ہمارا دعوی نہین بگڑتا
جب تک کہ امور مشخصہ مین شرکت کا امکان ثابت نکیا جاوے **قولہ** دوم قاعدہ
مثل الممکن ممکن جو شرح مواقف الخ **اقول** حوالہ شرح مواقف کا محض بیجا ہے کہ
مثلین شریکین موجودین کو کہتے ہین پس اگر معاذ اللہ بقول ان ملحدین کے شریک
آنحضرت کا آپکے کمالات مین موجود ہو تو البتہ اوسکا امکان ثابت کرنے کو کہہ سکتے
ہین کہ جب آنحضرت ممکن ہین تو وہ دوسرا شریک موجود بھی ممکن ہوا اور ثانیاً شرح
مواقف کے بموجب مثلین کے شرکت صفات نفسیہ مین ضرور ہے نہ شرکت اور
صفات مین بالخصوص صفات مشخصہ غیر قابلۃ الاشتراک مین ورنہ شریک زید کا ممکن ہے
اوسکے تشخص مین کہ وہ ممکن ہے ممکن ہوگا اور صدق جزئی کا کثیرین پر ممتنع نہوگا ثالثاً
ہم خود کہتے ہین کہ جس طرح ثابت ہونا ختم نبوت کا مثلاً واسطے ذات خاص آنحضرت
امر ممکن ہے اسی طرح حاصل ہو سکتا اوسکا واسطے زید و عمرو کے فرداً فرداً باعتبار
ذات کے بنظر عقل کے ممکن ہے اسکا امکان و امتناع ہرگز مبحوث عنہ نہین ہے
کلام امکان تعدد مین ہے پس قاعدہ مثل الممکن ممکن کو اپنی نافہمی سے اس بحث مین
پیش کرنا محض حماقت ہے **قولہ** جیسے بعض کافر کہتے ہین ما انتم الا بشر مثلنا
ایسے بعض کافر حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو مناصب الوہیت پر پہونچاتے ہین
الخ **اقول** ناحق اس بیچارہ نے اس آیت کے ذکر کرنے سے اسقدر برا مانا
شاید اوسکو اپنے حق مین طعن سمجھا حالانکہ غرض اوسکے ذکر سے صرف یہہ تھی کہ لفظ

مثل کا نفس برابری صفات کمال مین نہین ہوسکتا ہے **قولہ** جب تک آپ یا اور کوئی صاحب صریح یہہ بات نہ دکہا دینگے کہ اللہ تعالے کو شیطان و یزید کے مثل پر قدرت نہین ہرگز مدعا اونکا ثابت نہین الخ **اقول** اہل حق نے کبھی کہین یہہ دعوی عام علی الاطلاق نہین کیا تا کہ محتاج اوسکے دکہانیکے تصریح ہون بلکہ صریح لکہہ دیا ہے کہ مانند شیطان وغیرہ کا فسق و فجور مین بلکہ بڑہکر اوس سے پیدا کرنا حق سبحانہ کی قدرت مین ہے **آن** مین امر مین کلام ہے یعنی شرکت تشخصات جزئیہ مین اوسمین تمکو بھی کلام نہین پس اغوا عوام کی سوا کچھہ مقصود نہین سو وہ بھی حاصل نہین ہوتا کہ فریب تمہارا اچھی طرح کہل گیا **قولہ** یہہ کہنے کیا تہا کہ اول حقیقی کا تعدد اون کتب سے ثابت ہے جو آپ لکہتے ہین کہ اس مقام پر بھی تعدد اولیت حقیقیہ کا جسکا امتناع و عدم امکان توضیح وغیرہ سے ثابت نہین ثابت ہوا **اقول** اس شخص کو مطلقاً کسی مقام پر قرار نہین اب ہم پوچھتے ہین کہ موافق توضیح وغیرہ کسی شی کے اولیت حقیقیہ کا تعدد ممتنع ہے یا ممکن اور درصورت نہونے قرینہ غیر حقیقی کے حقیقی معنی لیے جاوینگے یا نہین پس ثبوت مجرد تعدد کا کسی صورت مین کیا فایدہ دیتا ہے **قولہ** آپ کو مولوی فضل حق صاحب سے دریافت کرنا مناسب تہا الخ **اقول** جناب مولانا فضل حق صاحب سے دریافت کرنے کی ہمکو یہہ حاجت نہ تہی کہ محمول ہونا اول کا صفات خاصہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین معنی حقیقی پر بسبب نہونے قرینہ غیر حقیقی کے کسی عاقل کے نزدیک جای انکار نہین ہو سکتا ہے مگر یہہ کہ معاذ اللہ احادیث صحیحہ کو کوئی گمراہ کاذب ٹھہراوے برخلاف اون مقامات کے جہان قرینہ موجود ہو اسبات کا کہ معنی غیر حقیقی مراد ہین **قولہ** عبارت توضیح مین نفی امکان کی تصریح نہین الخ **اقول** توضیح مین تصریح ہے کہ کل مین جن حمل اول کا معنی حقیقی پر غیر ممکن ہے اور اول عبارت سے ہے فرد سابق علی جمیع من عدا سے پھر بھی اگر تمہاری سمجھہ مین نہ آوے تو مجبوری ہے **قولہ** ممکن ہو وجود مثل یا اوسکی جگہہ اوسکی مثل کے قایم کرنے کو لا یعنی دخل ہے الے اخرہ +

اقول کسی مقام پر اپنے فریب سے باز نہین آتا اگر عموماً ہر طرح سے علی الاطلاق

کسی نے دعوی امتناع مثل کا کیا ہوتا تب البتہ اس جواب کو گنجایش بھی تھی حالانکہ
کلام تو امتناع شریک جزئیات میں صفت اونکے اوصاف مشخصہ میں ہی دوسری
نہ بطور سلب کے ایک سے اور عطا کر دینے کے دوسرے کو بلکہ صفت بطور تعدد کے
قولہ حاشا وکلا مجکو احدیہ وصمدیہ سے کچھ تعلق نہیں یہہ نہایت بے جا طرح ہے انشاء
اللہ العزیز مطبوع ہو کر جلد آپکی خدمت میں پہونچیگا **اقول** واہ سبحان اللہ کیا جواب ہے
اب صمدیہ احدیہ کے تعلق تحاشی کرتے ہو شروع بحث کو بھول گئے یا عمدا یہہ تجاہل و
اغماض ہے صرف ہیچ و لچر کہدینا جواب نہیں اور جب وعدہ تمہارا ارسال جواب کا
پورا ہوگا اوسکا جواب انشاء اللہ تعالے قبل مطبوع ہونیکے بھی کمترین میان امیر حسن صاحب
کی خدمت میں بھیجا جائیگا آپ بہ نشاط خاطر رہیں **قولہ** عبارت تفسیر کبیر اور عبارت
مکاتیب میں دعوی تقویت الایمان کا مصرح ہے الخ **اقول** چند تغلیط کے واسطے
رسالہ یکروزی کے نام سے جسکے متعلق یہہ قول ہے شرما کر نام تقویت الایمان کا عبارت
تفسیر وکیمیائے سعادت ومکاتیب وغیرہ میں محض اغوائے جہال ہے اگر کسی
عبارت میں بھی ذکر ممکن ومتعدد ہونے خصوص شریک انحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم آپکے کمالات مشخصہ میں ہوتا تو البتہ اس ادعا کی گنجایش کی تھی اور نہ محب یہ
مثلیت کا تو کلام اللہ شریف سے تحقق موجود ہونا ثابت ہے انما بشر مثلکم
قولہ پس صاف ثابت ہوا کہ عقیدہ مولوی فضل حق صاحب کا خلاف عقیدہ اکابر
دین بلکہ کافہ مسلمین ہے الخ **اقول** یہہ تفریع محض باطل ہے عقیدہ مولوی
فضل حق صاحب کا تو موافق ہے کافہ مسلمین کے بلکہ مطابق ہے اقرار اسمٰعیلیہ کے
بھی لیکن ہیں حیثیت کلا ہیتھ ون اسلئے کہ اسمٰعیلیہ خود قائل ہیں کہ شریک زید و
بکر کا اونکے اوصاف مشخصہ جزئیہ میں ممتنع اور غیر مقدور ہے پس شریک
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپکے کمالات مشخصہ غیر قابلۃ الاشتراک میں کس طرح
ممکن و جائز ہو سکتا ہے علاوہ برین در دنگوئی کا یہہ کمال اثر ہے کہ دوسرے کا
بھی خیال نہیں خود عباد وغیرہ معتزلہ کا مذہب یہہ لکھا ہے کہ خلاف معلوم الہی

داخل قدرت نہین پس بیان کس طرح کافۂ مسلمین کے اجماع کا مدعی ہوا کہ قطع نظر امتناع ذاتی سے بھی مثل شریک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معتقد الٰہی ہونا مذہب کافۂ مسلمین کا نہین ہوسکتا ہے **قولہ** رسالۂ صمدیہ مین جو تفسیر کبیر سے منقول ہے اما علی قولنا الخ وہ مادل و معروف عن الظاہر ہے پامر دود والی آخرہ **اقول** تمہارے مردود کہدینے سے مقصود صمدیہ کا نہین بگڑتا ہے کہ غرض ہماری اس مین جو ادعا اعتقاد جمیع صحابہ و تابعین و تبع تابعین و آئمہ مجتہدین اور تمام علماء دین بلکہ کافۂ مسلمین کا کیا تہا تفسیر کبیر سے ہر عاقل کے نزدیک بگڑ گیا خواہ تمہارے نزدیک قول تفسیر کبیر کا مردود ہو یا مقبول **قولہ** ورنہ مخالف ہے اتفاق اکابر علما اور مذہب اہل سنت وجماعت کے الخ **اقول** قطع نظر اس سے کہ اسمٰعیلیہ کو تمہارے نہین سواے گریز کے کچہہ نہین جانتے بہرحال اتفاق و اجماع مسلمین سے گریز کرکے جو اتفاق مذہب اہل سنت والجماعۃ کا دعوی کیا یہہ بہی محل کلام ہے اگرچہ کتب متداولہ مختصرہ مین اہل سنت کا ایک ہی قول مذکور ہے لیکن کتب مبسوطہ و مطولہ سے جیسے تفسیر نیشاپوری وغیرہ کے دوسرا قول بہی اہل سنت کا ثابت ہے اونکو بہی ملحد اور قائل عجز و عیب حق سبحانہ کہنا گمراہی ہے جیسے کتب متداولہ مین نظر بامکان و وسعت قدرت حق سبحانہ کے کمال اسمین سمجہا کہ مقدور فرمایا اسی طرح دوسرے فریق نے نظر باستحالہ لزوم جہل حق سبحانہ اوسکو قابل مقدوریت نہ جانا اور تیسری فریق نے اون دونون قولون مین تطبیق کا قصد فرمایا یہہ حسب اختلاف رحمت ہے گمراہ و بدمذہب کہدینے کا کیا جائیکہ حکم کفر و خروج از جماعت مسلمین کا مقام نہین ہے البتہ ہمارے اکابر کے نزدیک وہی راجح اور قوی ہے جو کتب متداولہ مین ہے علامہ نابلسی نے مطالب وفیہ مین فرمایا ہے ندخل ما لا یمکن وجودہ من الممکنات لا لذاتہ بل لغیرہ کممکن تعلق علم اللہ تعالے بعدم وقوعہ کایمان ابی جہل و ابی لہب مثلا وھو احسن قولین فی صحۃ تعلق القدرۃ الازلیۃ بالممتنع لتعلق العلم وقد وقع حجۃ الاسلام بینہما بحمل الجمد ہما علی النظر لذاتہ والاخر علی النظر لتعلق العلم ملتفاعہ الی آخرہ

اور بعض کتب مین صرف قول اوّل کو مذہب اہل سنت لکھدیا ہے اور جو قول
ثانی کو مذہب عباد وغیرہ کا لکہا ہے اور رد کیا ہے احتمال ہے کہ بعض مصنفین
اون کتب کے قول ثانی اہل حق سے مطلع نہوئے ہون اور احتمال ہے کہ بعض نے
باوجود اطلاع کے چونکہ اونکے نزدیک خلاف اپنے استدلال ذہنی کے معلوم
ہوا پایۂ اعتبار سے ساقط کیا ہو لیکن بہرحال یہہ امر مجوز تکفیر قائلین قول ثانی اور
تکذیب ناقلین اوس قول کا نہین ہوسکتا ہے کسی عاقل کے نزدیک **قوله**
امام رازی خود تفسیر کبیر مین لکھتے ہین قالوا الآیة دلت علی ان خلاف معلوم الله مقدور
له الخ **اقول** امام رازی کا ایک مقام پر قولنا اور دوسرے مقام پر دوسرے مذہب
کو قالوا فرمانا مستلزم تناقض کو نہین ہے علاوہ برین تیسرے مقام پر امام رازی
رحمۃ الله علیہ نے خود دونون قول اہل حق کے لکھدیے ہین تفسیر کبیر مین ہے
واختلفوا فی ان خلاف المعلوم هل هو مقدور ام لا فثبت بعد حصول الاتفاق بین
اصحابنا فی صفۃ الله الی آخرہ **قوله** تفہیمات الہیہ حاضر ہین آپ عنایت فرماکر کل عبارت
نقل فرمائین الخ **اقول** کل عبارت اوسکی یہ ہے من سنۃ الله تعالی فی خلقہ انہ
اذا اتم واحد درجۃ وبلغ غایتہا فلا یمکن لاحد ان یبلغہا علی ذلک السنن وفیستوطن
غایتہا وذلک لسر عجیب الشان وهو ان الافاضۃ الابداعیۃ البدنیۃ کما تقتضی تشخص البدن
بحیث لا یمکن ان یشارکہ فیہ غیرہ فکذلک الافاضۃ التکمیلیۃ العودیۃ تقتضی تشخص الکمال
وتشخص المفاض علیہ بحسب هذا الکمال الی آخرہ اور آخر مین فرمایا حتی وجد سید المرسلین
صلی الله علیہ وسلم فاستوطن آخر الدرجات وصار خاتم هذہ الدورۃ فلذلک لا یمکن ان
یوجد بعدہ نبی الخ **قوله** اور اوسمین جو فقرہ من سنۃ الله تعالی فی خلقہ واقع ہے اوسکے معنی
بیان فرمائیے **اقول** یعنی تو اوسکے الفاظ بھی سمجھتے ہین حاجت بیان کی نہین لیکن
تمہارے شبہ کو ہم دفع کرتے ہین مخفی نرہے کہ ایک وہم واہیہ کا اس بحث مین ہے
کہ جب آنحضرت اور خصائص شخصیہ آپکی ممکن اور مخلوق حضرت حق سبحانہ کے ہین اور
واجب نہین ہین تب شریک ہونا دوسرے کا بھی اوس خصائص شخصیہ مین ممکن مقدور

دفع اس وہم کا یہ ہے کہ بیشک آنحضرت اور خصائص آپکے محض بقدرت حق سبحانہ مخلوق ہین اگر چاہتا آپکو نہ پیدا کرتا یا پیدا کرتا لیکن وہ خصائص عطا نفرماتا آسمین کبھی نہین کلام امکان شرکت مین ہے کہ مخلوق الہی ہونے سے امکان شرکت خصائص مختصہ کا ثابت نہین ہو سکتا ہے جیسے مثلاً زید اور تشخص اوسکا مخلوق حق سبحانہ کا ہے محض اوسکے ارادہ سے موجود ہوا ہے لیکن با این ہمہ شرکت اوس مین عقلاً ممتنع بالذات ہے ہان البتہ عدم اور سلب اوسکا ممکن بالذات ہے پس من سنۃ اللہ فی خلقہ کسی طرح منافی تشخص المخاص بحیث لا یمکن ان یشارکہ فیہ غیرہ الخ کو نہین ہے **قولہ** تعدد قبول کرنا لفظ خاتم النبیین کا موجب تحقق وجود دوسرے نبی کا اس زمین پر خواہ عہد کرامت مہد جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم ہو یا غیر عہد آنحضرت مین ہرگز ہرگز نہین الخ **اقول** یہہ وہی مثل ہے کہ سوال از آسمان وجواب از ریسمان ہے ای عزیز اگرچہ تعدد قبول کرنا لفظ خاتم النبیین کا موجب تحقق وجود دوسرے نبی کا نہو لیکن اس تقدیر پر نفی نبوت غیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدلیل ختم نبوت آنحضرت کے کیونکر ہو سکیگی اور ذکر تحقق وجود کا باوجود دعوی اسلام کے کرتا ہے اسکی خبر نہین کہ جیسے ادعا تحقق وجود کفر ہے تجویز وقول امکان بھی کفر ہے **قولہ** لفظ خاتم موجب عدم تعدد وعدم اشتراک جیسا کہ مزعوم مولوی فضل حق صاحب کا ہے ہرگز نہین الخ **اقول** اگر اسلام سے کچھہ علاقہ ہوتا تو جانتا کہ بیشک موصوف ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھہ وصف خاتم الانبیا کے موجب ہے عدم تعدد وعدم اشتراک کا ورنہ آپکا خاتم الانبیا ہونا منافی نہوتا تجویز بلکہ وقوع دوسرے نبی کو عہد آنحضرت مین بلکہ دوسرے عہد مین بھی کیا مقام عبرت ہے کہ اسکے صرف اس بات کے مدعی تھے کہ خاتم ہونا آپکا موجب عدم امکان اشتراک کا نہین ہے صرف عدم اشتراک کا موجب ہے یہہ شخص علی الاعلان ایسے کلمات کفریہ بکنے کی جرات کرتا ہے باوجود دعوی اسلام کے اور اس دعوی کے دہوکے سے دوچار جاہل ناحق پسند بھی تباہ ہوتے مین انا للہ وانا الیہ راجعون اور جاہلون کے سامنے اپنی پردہ پوشی کے واسطے

جو بطور حیلہ کے یہہ لکہا کہ یہہ خصیصہ جدا ہے اور امثال مین ہے جیسے خاتمیت مستلزم
ناسخیت جمیع شرائع نہین الخ محض حیلہ سازی و دغابازی ہے اس نباس مع الفا
کو ادنی عقل والا بھی قبول نکریگا خاتمیت نبوت باعتبار ذات اس وصف کے البتہ
مستلزم ناسخیت جمیع شرائع کو نہین لیکن ہونا خاتمیت جمیع انبیا کا عدم اشتراک
و عدم تعدد موصوف اس وصف خاص کو کیا معنی **قوله** یہی خطاب مذکورہ رسالہ
ترابیہ وغیرہ نہین لکہا تاکہ سب مطالب کا جواب شافی صدیہ ہو جاتا الاماقل و دل پس
اگر جناب مولوی صاحب بار بار وہی مطالب لکہتے گئے تو یہہ اعادۂ بیفائدہ اور
تکرار بیفائدہ ہے الخ **اقول** جسنے رسالہ ترابیہ وغیرہ کو نہین دیکہا ہے اوسکے
سامنے شاید یہہ کید پیش چلجاوے لیکن جسنے رسالہ ترابیہ وغیرہ کو دیکہا ہے وہ
اس فریب کذب سے بخوبی آگاہ ہے تحریرات سابقہ مین کوئی امر ایسا نہین ہے جسکا
ذکر رسالہ ترابیہ وغیرہ مین نہو اور اوسکا جواب اہل سنت کی طرف سے بکرات و مرات
نہ دیا گیا ہو **قوله** غرض ہماری اس تحریر سے یہہ ہے الی قولہ یہہ اعتقاد رکہنے کہ
وہ قادر مطلق ہے اوسکو مثل جمیع اخیار انبیا اور اولیا الخ **اقول** یہان پہر وہی
جعلسازی عمل مین لائے کہ مجرد مثل کو مبہم ذکر کردیا حالانکہ مجرد مثل مین گفتگو
نہین ہے بلکہ مساوی و برابر صفات کمالیہ مین ہے کہ اونمین اوصاف مخصوصہ غیر
قابلۃ الاشتراک بہی ہین کہ اشتراک و تعدد اونکا مصداق اجتماع النقیضین ہے اور
مصادیق غیر متناہیہ اجتماع النقیضین ہے تم حق سبحانہ کو خود قادر نہین بناتے ہو پس
غرض تمہاری تمام تحریر سے تلبیس و تغلیط جہال ہے **قوله** حضرت کے ساتھہ یہہ اعتقاد
رکہین کہ وہ افضل المرسلین خاتم النبیین اونکے مثل اس زمین پر نہ کبہی پیدا ہوا
نہ ہے نہوگا الخ **اقول** یہان بہی اپنے اعتقاد کو اخفا کرتا ہے لیکن باین ہمہ
دو طرح کا قصور اسکے بیان مین ہے ایک یہہ کہ افضلیت و بے مثل ہونے کو مقید
ٹھہرانے کے لئے قید اس زمین کی بڑہادی یہہ تقیید بہی باطل ہے اس واسطے کہ
افضلیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام انبیا و مرسلین پر اور مساوی ہونا دوسرے

انبیا کا آپکے خصائص دنیویہ و اخرویہ مین عموما و مطلقا ثابت ہرگز گنجایش تخصیص یا
تقیید کی اسمین نہین ہے بلکہ تمام مخلوقات پر جمیع عوالم سے آپکے خصائص ہین
ثابت ہے جسم بیہ نہایت اختصار قطع نظر ما سبق سے یہان بعض علماء مشہورین کے
اور چند اقوال لکھے دیتے ہین آپنے نہ ملنے کا اسکو اختیار ہے تکمیل الایمان مین
بیان شفاعت مین لکھا ہے اول کسی کہ فتح باب شفاعت کند محمد رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم است فردا ظاہر شود کہ اورا در درگاہ خداوندی چقدر جاہ و عزت بودہ است
روز روز اوست و جاہ جاہ او اللهم بحق جاہ محمد اغفرلنا تمامہ عالمیان چون حیران شوند
بطلب شفیع برآیند و مجلس از بہشت قدم پیش نتوانند نہاد تا بحضور سید رسل و شفیع
روز حشر بیایند پس وے برخیزد و در مقام محمود کہ در دنیا وعدہ کردہ بودند و غیر او را
ایستادن در ان مقام ممکن نباشد بالسند و بسجدہ رود و حکم شود کہ سر بردار و ہر چہ
خواہی بخواہ الی ان قال بالجملہ روز روز محمد است و مقام مقام او و جہان جہان او است
دیگران طفیلی الخ اور جامع البرکات مین ہے مراد بمقام محمود مقامی است کہ ستودہ شود
صاحب وی بزبان ہمہ کس و رشک برند بروے تمام خلائق و آنمقام قرب است کہ چون
از انبیا و رسل از ہیبت و دہشت این مقام دم نتوانند پس آن حضرت در سرا پردہ
عزت در آید و آئین در بکشاید الی قولہ آنروز معلوم شود کہ مقام محمدی چیست و تصدر
سلطان مجلس و صدر کیست الی آخرہ اور اوسی کتاب مین ہے مجمل اعتقاد در حق حضرت
سید الانبیا آن باید داشت کہ ہر چہ جز الوہیت و صفات او است آنحضرت را ثابت ا
و ہیچکس را مجال شرکت و مساوات بحضرت وے نہ اشارت ادب درین مقام موجب
کفر و زیغ است الخ مجمع البحار مین بحث دعاء اذان مین وسیلہ و فضیلہ کی شرح مین ہے
الوسیلۃ ای المنزلۃ العالیۃ فی جنۃ التی لا ینبغی الا له صلی اللہ علیہ وسلم والفضیلۃ ای
المرتبۃ الزائدۃ علی سائر المخلوقین الخ انتہی وکنز المرید شرح جوہرہ مین ہے و افضل جمیع الخلق
علی الاطلاق المراد منہ العموم الشامل للعلویۃ والسفلیۃ من البشر والجن والملک فی الدنیا والآخرۃ
فی سائر خصال الخیر و نعوت الکمالات نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم الی قولہ و افضلیتہ صلی اللہ

علیہ وسلم علی جمیع المخلوقات مما اجمع علیہ المسلمون وهو مستثنی من الخلاف فی التفضیل بین
الملائکۃ والبشر لقولہ علیہ السلام انا اکرم الاولین والآخرین علی اللہ ولا فخر الی آخرہ دوسرے
یہہ کہ مجیب عدم وقوع پر کفایت کرتا ہے اور امکان وتجویز کا منتظر رہے حالانکہ یہہ بھی
کفر ہے اور جس طرح یہہ فرض ہے کہ بعد ختم نبوت کے عدم وقوع دوسرے نبی پر ایمان
رہے یہہ بھی واجب ہے کہ عدم جواز وعدم امکان پر ایمان لاوے تمہید ابو شکور سالمی
میں ہے القول الرابع فی الایمان بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم اعلم ان الواجب علی کل عاقل ان
یعتقد ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم کان رسول اللہ والآن هو رسول اللہ وکان خاتم الانبیاء
ولا یجوز ان یکون بعدہ نبی الخ **قولہ** یہہ دریافت کیا گیا کہ افادات صمدیہ وغیرہ سے کہ جناب
حضرت ابن عباس یہود ونصاری سے لیتے تھے اور توریت وانجیل سے مضامین لیکر
بیان کرتے تھے الخ **اقول** یہہ قول مشتمل ہے دو افترا صریح پر ایک افادات
صمدیہ وغیرہ کے بموجب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا توریت وانجیل سے مضامین
لیکر بیان کرنا اور یہود ونصاری کے مذہب سے لینا دوسرے اس امر کا دریافت کرنا
اور جناب مولانا عبد القادر صاحب دام فیوضہم کا اسکی تصحیح وتسلیم کرنا حالانکہ افادات
صمدیہ وغیرہ میں یہہ ہرگز مذکور نہیں ہے فقط شرح صحیح بخاری شریف وخلاصہ مسند
وغیرہ کی عبارات مسطورہ میں جنمیں یہہ فقرہ واقع ہے محمول علی انہ اخذہ من الاسرائیلیات
الخ پس اسکے یہہ معنی ٹھہرانا اور اون اکابر دین کو بے ادبی کرنے والا حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما کا قرار دینا محض جہالت ہے اگر اس شخص نے کتب دینیہ کو دیکھا ہوتا تو ہرگز اس
قول کی خرافات کو زبان پر نہ لاتا بہت صحابہ کرام کا اخذ کرنا اسرائیلیات سے ایسی بات
نہیں ہے کہ کسی پر مخفی ہو یہاں تک کہ کتب شاہ ولی اللہ دہلوی وغیرہ سے بھی یہہ امر
ثابت ہے اسی واسطے اصول حدیث میں محققین تعریف مرفوع حکمی میں بھی قید لگاتے
ہیں عدم اخذ اوس صحابی کی اسرائیلیات سے نخبۃ الفکر میں ہے ومثال المرفوع من
القول حکما لا تصریحا ما یقول الصحابی الذی لم یاخذ عن الاسرائیلیات ما لا مجال للاجتہاد فیہ ولا لہ
تعلق ببیان لغۃ الخ اور اسی میں ہے وانما کان بحکم المرفوع لان اخبارہ بذلک

روایت فرمائی ہین حالانکہ خود وہی
وغیرہ مین بھی بہت احادیث صحیحہ اصحاب صحاح نے
ناقلین اوسکے معتقد و قائل نہین ہین مرجوح ماول غیر معمول بہ جانتے ہین بلکہ بعض احادیث
صحیحہ تو بقول اونہین ناقلین کے بالاجماع متروک ہین شرح صحیح مسلم مین روایت کیا ہے
کہ امام ترمذی نے فرمایا ہے لیس فی کتابی حدیث اجمعت الامۃ علی ترک العمل بہ
الا حدیث ابن عباس فی الجمع بالمدینۃ من غیر خوف ولا مطر وحدیث قتل شارب الخمر فی
المرۃ الرابعۃ الی اخرہ دیکھو منجملہ اون علماء کے جلال الدین سیوطی خود اس روایت کو ماول ٹھہراتے
ہین اور اوسکو مذہب جمہور کا فرماتے ہین جیسا کہ لقط المرجان سے منقول ہوا اور در باب
افضلیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونکا قول یہہ ہے کہ اتمام الدرایہ مین فرماتے ہین
ونعتقد ان افضل الخلق علی الاطلاق حبیب اللہ محمد ن المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم الخ اسی طرح
اور اکابر مذکورین کا بھی عقیدہ ثابت ہے **چہارم** یہہ کہ اس روایت کی تخریج کی نسبت
کرنا طرف عبد بن حمید اور ابن الفریس کے اور پھر اوسکا حوالہ طرف کتب مذکورہ کے کرنا اور
اونکو قائل و معتقد وجود مثل جناب رسالت مآب کا ٹھہرانا محض افترا ہے جس روایت
کی تخریج عبد بن حمید اور ابن الفریس نے کی ہے اوسکو کیونکر معلوم ہوا کہ مراد اوس سے
یہی روایت ہے اسکا ثابت کرنا اوسکے ذمہ ہے اب ہم کہتے ہین کہ خود روایت عبد
حمید اور ابن الفریس سے ثابت ہے کہ مراد اوس سے یہہ روایت موجودہ نہین ہے
اسواسطے کہ کلمہ لو کا انکی روایت مین ہے دلالت کرتا ہے اسپر کہ حضرت ابن عباسؓ
نے ہرگز اوسکی تحدیث نہین کی ورنہ معاذ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بقول
خود باعث کفر جماعت اہل اسلام کے ہوجاتے ایسا گمان کرنا حضرت ابن عباسؓ کے
ساتھہ کام اسماعیلیہ وہابیہ کا ہے وبس وہ روایت اور ہے یہہ نہین ہے
پنجم اس روایت سے برتقدیر صحت متن وحمل علی الظاہر کے بھی عقیدہ ان بزرگوار ونکا
یعنی موجود و متحقق ہونا برابر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا آپکی ماہیت وصفات کمالیہ
مین ہرگز ثابت نہین کما سبق ما سبق پس استدلال کرنا اس روایت سے محض جہالت ہے
اور نسبت کرنا اس عقیدہ کی طرف اون سب علماء کے سخت وقاحت ہے **قولہ** او

جس شخص نے حدیث مذکور مین جن وجوہ سے کلام کیا وہ سب باطل و ناتمام ہین الخ
اقول اسکے مستندین نے اسمین کلام کیئے ہین کسی نے شاذ اور کسی نے ضعیف
اور کسی نے ماول و خلاف جمہور لکہا ہے مجرد دعاوی اسکے بمقابلہ اون مستندین کے
فاسد و خام ہین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

رد جواب استفتار

قولہ معنی خاتم النبیین کے یا یہہ ہین کہ کیسی بعدہ نبی الی قولہ یا آخر النبیین ہین کما ہو مشہور
اور ہر ایک اون مین سے قابل تعدد ہے الی ان قال یا مہر چنانچہ معتمد علامہ نور بخشی
اور تفسیر حسینی اور موضح القرآن وغیرہ مین مرقوم اور اوسمین لکہو کیا شریک ہو سکتے ہین
الی آخرہ **اقول** ہر چند کہ مآل دو تفسیر اخیر کا ایک ہے اور اول کوئی جداگانہ تیسرے
معنی نہین ہین لیکن قطع نظر اس سے یہہ ادعا کہ آخر قابل تعدد ہے ناقہمی ہے ہر مسلمان کے
نزدیک آخر النبیین کے یہہ معنی ہین کہ وہ پچھلے سب انبیا کے ہین اگر مثلاً دو بھی ساتھ
ہوتے کسی کو اون دو مین سے پچھلا سب انبیا کا نہین کہہ سکتے تھے کہ ہر ایک اون
دو مین سے بعض انبیا کے ساتھہ ہوتا نہ پچھلا سب کا اسی طرح معنی مہر جمیع انبیا مین ہے
دو شریک نہین ہو سکتے ہین چہ جائیکہ لکہو کیا منشار جرئت میان امیر حسن صاحب وغیرہ کا
یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہی ہونے پر ایمان حاصل
نہین اور نہ اوسکے معنی حقیقت کو جانتے ہین **قولہ** مماثلت ایک شی کی دوسری
شی سے اگر امر کلی مین لیجاوے تو معنی اوسکے یہہ ہین کہ مثل اس صفت خاصہ کا
دوسرے شخص مین متحقق ہے الخ **اقول** اس مقام پر بنہایت چالاکی سے اصل
بحث سے گریز کرنا چاہتا ہے تا جاہلون کے سامنے ذلیل و خفیف نہو اب بیان کرے
کہ مماثلت ایک شی کی دوسری شی سے امر جزئی مین بمعنی اشتراک اوس امر جزئی کے
دونون مین ممکن ہے یا نہین اور مماثل کر دینا ایک شی سے دوسری شی کو امور
جزئیہ مین بمعنی شریک کر دینے دونون کے امور مشخصہ مین مقدور جناب حق سبحانہ
جانتا ہے یا نہین اگر نہین جانتا ہے پس یہہ تمام مغالطہ اوسکا محض لغو ہے اور اگر

ممکن و مقدور جانتا ہے تو صاف کہدے بغیر اسکے یہہ قیدین لگانا اور نئی بحث پیدا کرنا اہل علم کے نزدیک تو صاف اپنا عجز ثابت کرنا ہے جاہلون مین سے بھی جسکو کچھہ عقل سے بہرہ ہے صاف اوسکی گریز کو جانتا ہے اور اوسکی تغلیط کو کچھ کام نہین دیتے **قوله** مثل آنحضرتؐ یعنی دوسرے شخص کا خاتم النبیین ہونا اوسی آن مین مثلاً جسمین حضرت خاتم النبیین تھے ممکن ذاتی ہے افراد اجتماع النقیضین سے نہین الخ **اقول** یہہ ادعا محض باطل ہے ہر عاقل جانتا ہے کہ مراد خاتم النبیین سے وہ فرد ہے جو سب جماعت انبیا مین سے درجۂ اخیر پر واقع ہو درصورتیکہ دو شخص کہ مثلاً اس درجہ مین فرض کیئے جاوین کوئی اونمین سے درجۂ اخیر پر واقع نہین ہوسکتا کہ ہر ایک کے ساتھہ اون دونون مین سے بعض انبیا کی معیت بھی ہوئے اور بعض انبیا سے تاخر بھی پس ہر واحد خاتم اور اخیر نہ ہوا وقد فرضناه خاتماً النبیین واخیر الجمیع الانبیاء وھو اجتماع النقیضین معلوم نہین کہ ایسے امر جلی کا انکار کس سبب کرتے ہین **قوله** شق ثانی بدیہی البطلان ہے والا یلزم ان لا یکون الفاعل المختار القادر فاعلاً مختاراً الخ **اقول** یہہ محض مغالطہ ہے بیشک حق سبحانہ قادر تھا اس بات پر کہ آنحضرتؐ کو خاتم النبیین نکرتا دوسرے کو کرتا اور بھی قادر تھا اسپر کہ دو شخص کو مثلاً نبی کرکے سلسلۂ نبوت کو موقوف کرتا مگر اس تقدیر پر ہرگز ہر ایک کو ان دونون مین سے نبی نہین کہہ سکتے کہ وہ فرد اخیر جماعت جمیع کا ہے بلکہ بعض انبیا کے بعد اور بعض کے ساتھہ ہونا اوسپر صادق ہے پس ان دو تقدیرون کے ممکن ہونے سے ہرگز امکان خاتم النبیین ہونے دوسرے کا اوسی آن مین جس مین آنحضرت خاتم جماعت جمیع انبیا کے تھے مثلاً باوجود موصوف رہنے آنحضرتؐ کے ساتھہ وصف خاتم الانبیا کے اور امکان تعدد افراد خاتم الانبیا اور آخر النبیین کا اور صدق اوسکا کثیرین پر اور اشتراک اس وصف مشخص غیر قابل التعدد والاشتراک کا دو مین ثابت نہین ہوسکتا ہے اور اسکے عدم امکان سے فاعل مختار و قادر مطلق ہونے حق سبحانہ مین ہرگز فرق نہین آتا ہے ورنہ کہا جاویگا کہ حق سبحانہ قادر ہے اسپر کہ دوسرے شخص کو شریک

زید کا اوسکے صفات شخصیہ جزئیہ مین کر دے ولا یلزم ان یکون الفاعل المختار القادر
فاعلا مختارا قادرا وقد فرضناه ثمّ هذا خلف جائے تعجب ہے کہ یہہ بزرگوار اللہ سبحانہ
کو زید کے شریک بر اوسکی صفات جزئیات شخصیہ مین قادر نہین بتاتے ہین اور نہ
اسپر قادر بتاتے ہین کہ دو شخص کو معاً ساتھہ تشخص واحد کے موصوف کر دے پھر
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات شخصیہ غیر قابلۃ الاشتراک والتعدد مین کس طرح
یہہ خرافات واہیہ پیش کرتے ہین **قولہ** البتہ اگر بسبیل التعاقب ایک شخص جب
موصوف اس صفت کے ساتھہ ہو جاوے تو دوسرا شخص اس مرتبہ مین موصوف ہو گا
جیسے اگر امام ہے کل من دخل اولا الخ **اقول** اس مقام پر بھی دو فریب کئے ایک یہہ
کہ لکھا دوسرا شخص اس مرتبہ مین موصوف ہو گا الخ یہہ بیان کرنا لازم ہے تھا کہ جب شخص
موصوف اس صفت کے ساتھہ ہو جاوے تو باوجود موصوف رہنے اس شخص کے
اس صفت شخصیہ کے ساتھہ دوسرے کا بھی باوجود تعاقب کے بسبیل اشتراک موصوف ہونا
ساتھہ اس صفت کے اس طرح پر کہ عقل اوس اول کو بھی موصوف ساتھہ اس صفت کے
کہے اور بعد والے کو بھی آن واحد مین موصوف ساتھہ اس صفت کے کہے عقلا ممکن ہے
یا نہین کہ محل نزاع یہہ ہے اس سے گریز کرنا کیا معنی دوسرے یہہ کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی صفات شخصیہ کا قیاس کرنا ہے کل من دخل اولا پر حالانکہ قیاس مع الفارق ہے
قیاس اوسکا اوّل من دخل پر ہے کہ اگر دو شخص بہی معاً داخل ہو جاوین کوئی مستحق نہو گا
بسبب عدم قابلیت حقیقت اوّل من دخل کے واسطے تعدد و اشتراک کے **قولہ**
پروردگار عالم جلشانہ قادر تھا اسپر کہ اس عالم کے ساتھہ کروڑ عالم پیدا کرے اور ہر عالم
مین ایک اوّل اور ایک خاتم بنا دے الخ **اقول** بیشک پروردگار عالم جلشانہ
اسپر قادر تھا لیکن اس سے امکان تعدد خاتم النبیین اور آخر الانبیا کا ثابت نہین
ہو سکتا ہے اس واسطے کہ اس تقدیر پر ہر ایک کو اون مین سے ہرگز ہرگز آخر الانبیا
وخاتم النبیین نہین کہہ سکتے تھے کہ اسمین استغراق حقیقی باعتبار جماعت جمیع انبیا
ماسوائے آنحضرت کے ہے البتہ موصوف ہونا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ساتھہ

اس صفت مشخصہ کے ممکن تھا جیسا کہ اب بھی باعتبار نظر ذات کے عقل کے نزدیک قطع نظر اخبار الٰہی سے سلب ممکن ہے اور اوس تقدیر پر ہر واحد خاتم ایک ایک جماعت محصورہ کا ہوتا نہ فرد اخیر جماعت جمیع انبیا کا **قولہ** اگر حضرت ہی ہی تو جس آن میں آنحضرت خاتم النبیین ہوئے اوسی آن میں مثل اس ختم نبوت کا دوسرے شخص کو ملتا تھا کیونکہ مثل الممکن ممکن الخ **اقول** عجیب غابازی ہے کلام ہمارا آنحضرت صلی اللہ علیہ کے وصف خاتم النبیین میں ہے جو تشخص ہے کہ اشتراک اوس میں ممکن نہیں اور خود یہہ بھی تشخصات زید و بکر کے شریکون ہیں اس طرح پر کہ بعینہا وہ تشخصات دوسرے کو بھی ملین حق سبحانہ قادر نہیں جانتا ہے بس اس بحث میں قاعدہ مثل الممکن ممکن کو پیش کرنا باوجودیکہ خود معنی اوسکے بیان کر چکا ہے اور ختم نبوت کی جگہہ جو محل بحث ہے اپنے فریب سے مثل اس ختم نبوت کا لفظ لکھدینا سوائے فریب کے اور کیا ہے **قولہ** اور وہ جو مولوی فضل حق صاحب نے رسالہ تحقیق الفتوی میں لکھا ہے محصل اوسکا یہہ ہے کہ وجود مثل کا بعد جناب خاتم النبیین کے یا قبل جناب خاتم النبیین کے پایا جاوے تو بسبب لزوم وجود ملزوم بدون لازم کے وجود اوسکا مستلزم اوسکے عدم کو ہوگا جیسے فرض عدم زمان قبل وجود زمان یا بعد اوسکے مستلزم ہے اوسکے وجود کو لیکن یہہ استلزام موجب امتناع ذاتی کا نہیں الخ **اقول** یہہ شخص ہرگز عبارت تحقیق الفتوی کو نہیں سمجھا ورنہ ایسا افترا نہ کرتا عبارت تحقیق الفتوی کی یہہ ہے قول بامکان شخص کہ برابر آنحضرت در جمیع کمالات باشد قول بامکان اجتماع النقیضین است وہو باطل اما بطلان آن ظاہر است و اما اینکہ قول بامکان شخص کہ برابر آنحضرت در جمیع کمالات باشد قول بامکان اجتماع النقیضین است پس بیان این است کہ اگر فرض کردہ شود کہ شخصے برابر آنحضرت در جمیع کمالات باشد از دو حال خالی نیست یا آن شخص خاتم الانبیا باشد یا آنشخص خاتم الانبیا نباشد و علی التقدیرین برابر آنحضرت نشد چہ اگر آنشخص باشد برین تقدیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا نباشند العیاذ باللہ پس در ان شخص کمالی باشد کہ آن در حضرت نباشد و ذالک الکمال ختم الانبیاء پس آنحضرت

برابر آن شخص نباشند و اگر آن شخص خاتم الانبیا نباشد آنحضرت باشند خاتم الانبیا
ہستند پس در آن حضرت کمالے یافته شد که در آن شخص برین تقدیر نیست
وهو ختم الانبیاء پس آن شخص برابر آنحضرت نباشد فعلی التقدیرین یلزم عدم التساوی
علی التقدیرین فحقیقه پس تحقیق پیوست که وجود شخصے که برابر آن حضرت در جمیع کمالات نباشد
ثبوت رسید که قول بامکان شخصے که برابر آن حضرت در جمیع کمالات باشد قول بامکان
اجتماع النقیضین ہست و آن محال بالذات است پس وجود شخصے که برابر آنحضرت
در جمیع کمالات باشد محال بالذات است یا گفته شود که وجود شخصے که برابر آن حضرت
در جمیع کمالات باشد مستلزم عدم آن شخص است و هر چه وجود آن مستلزم عدم آن باشد
محال بالذات است پس وجود شخصی که برابر آنحضرت در جمیع کمالات باشد محال بالذات است
وهو المدعی الی آخره اس عبارت پر ہرگز اعتراض نجدیہ کا وارد نہین ہوسکتا عدم خاتم النبیین کا
اور سلب ختم نبوت کا بطور فرض عقلی ایک ہے اور اس طرح سے ملجاتا دوسرے کو اور ثابت ہے اور شرکت
اوسمین یعنی باوجود انفراد وصف خاتم النبیین ایک خاتم النبیین کے موصوف ہوسکنا بعد والیکا
ساتھہ اوس وصف کے بالاشتراک البتہ ممتنع بالذات ہے کہ سبب اتحاد جود کے اسپر ممتنع ہین
قوله صحیح حدیث مین وارد ہے ان الله خلق سبع ارضین الخ **اقول** اوّلاً ادعا اس
حدیث کے صحیح ہونے تابی اثبات اسکے تصریح سے محققین معتمدین مشہورین سے قول
مردود ہے اثبات اس بات کا تصریحات محققین معتمدین مشہورین سے اسکے ذمہ پر
لازم ہے اب ہم کہتے ہین کہ اس حدیث کی صحت مین کتب مشہورہ معتمدہ سے کلام
ثابت ہے جیسا کہ انسان العیون وغیرہ اسکی مستندات مین موجود ہے دوسرے
لفظ ان الله خلق کا بہی ثابت کرنا لازم ہے **قوله** اور اسکی تخریج بیہقی نے الخ
اقول تخریج کرنا بیہقی کا اس روایت کو باوجودیکہ اس حدیث کو صحیح نہین کہا ہے
بلکہ صرف اسنادہ صحیح کہا ہے اور پہر طعن شاذ ہونے کا بہی کردیا ہے مفید
استدلال کا باب عقائد مین نہین ہوسکتا ہے برخلاف استدلال جلال الدین سیوطی
کی کہ اوس باب مین احادیث ضعیفہ بہی کافی ہوسکتی ہین **قوله** اور ابن جریر نے کہ

تصحیح المسائل مین اونکو طبقۂ ترمذی اور نسائی مین معدود کیا الخ **اقول** متعدد کرنا
ابن جریر کا طبقۂ نسائی وغیرہ مین اور وہ روایت ابن جریر کی جسکو شاہ عبدالعزیز نے
بحوالہ تفسیر کبیر وغیرہ آپنے دعوی پر حجت گردانا بحث غیر مین پیش کرنا اور بات ہے
اور مجرد روایت ابن جریر کی کہ اوسنے پہلے تخریج کتب معتمدہ مین نہین ہے
باب عقائد مین حجت ٹھرانا بے تصریح اوسکی صحت کے اور بات ہے کہ احادیث صحیحہ
جن پر صحاح ستہ مین بھی تصریح حجت ہو جب تک کہ حد تواتر و شہرت کو نہ پہونچین
باب عقائد مین اونکا حجت گرداننا محل کلام ہے **قوله** اور جلال الدین سیوطی نے
الی قولہ صحیح کہا ہے الخ **اقول** صحیح کہنا جلال الدین سیوطی کا جب تک تم کلام
جلال الدین سیوطی سے بتصریح نقل نکروگے یہہ بھی تمہارا افترا شمار کیا جاویگا اور
تمنے جو بحوالہ تدریب کے ایک جملہ ناقصہ عبارت کا نقل کیا ہے ہرچند کہ نسخۂ حاضرۂ
تدریب مین وہ عبارت کہین ہے مگر ہم اسکا انکار نہین کرتے ہین بسبب احتمال سہو
کاتب کے اس نسخۂ حاضرہ مین کہ شاید اور نسخ مین وہ عبارت ہو اگرچہ تمہارے اکابر کا حال
نقل عبارات اور حوالہ کتب مین ہر شخص کو بخوبی بارہا معلوم ہوچکا ہے لیکن قطع نظر
اس سے اوس عبارت مین صحیح کہنا جلال الدین سیوطی کا اس حدیث کو ہرگز مذکور نہین
اور نہ عبارت منقولہ تفسیر درمنثور مین پس خود بموجب تمہارے قول کے کذب تمہارا
ظاہر ہوگیا **قوله** ابن حجر عسقلانی نے الخ **اقول** ابن حجر کی عبارات منقولہ مین
بھی ہرگز کسی لفظ سے صحیح ہونا اس حدیث کا ثابت نہین ہوا کہ قابل حجت ہو سکے
پس نقل کرنا ان عبارات کا بعد ادعاء صحت اس حدیث کے سواے تغلیط جہال کے
اور کچھہ غرض اس تطویل سے نہین ہے **قوله** پس جو شخص اور طبقات زمین مین
چھہ شخص مثل جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم بتاوے وہ شخص صحیح العقیدہ
ہے الی آخرہ **اقول** اسمین جاہلون کے بہکانے اور اپنا عقیدہ
چھپانے کے واسطے مطلق لفظ مثل کا لایا ہے حالانکہ تراجم وغیرہ سے ظاہر کہ مراد
مثل مبعوث عندہ سے شریک اور ہمسر ماہیت اور صفات کمالیہ آنحضرت مین ہے کہ یہہ شیاطین

اِسکے قائل ہین اور اوس روایت شاذہ پر اسکے تفریع کرنے مین حالانکہ یہہ تفریع
باطل ہے کہ قطع نظر اس امر سے کہ وہ روایت حدیث شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نہین ہے اور قطع نظر اس سے کہ حضرت ابن عباسؓ کا ہونا بھی باعتبار سند کی صحت
ثابت نہین اور قطع نظر اس سے کہ بر تقدیر صحت کے بھی باب عقائد مین قابل حجت نہین
عقیدہ مذکورہ ہرگز اوس روایت سے ثابت نہین پس یہہ تفریع باطل ہوئی **قولہ**
اور یہی عقیدہ صحابہ اور تابعین اور سلف صالح اور آئمہ محدثین بلکہ جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وسلم کا تہا الخ **اقول** لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اس شخص کو
افترا و کذب پر نہایت جرأت ہے دیکھو اس کلام مین کس قدر خرابیان ہین **اول** یہہ کہ
بالفرض اس روایت مین تصریح تشبیہ کی جمیع صفات کمالیہ مین اور برابر ہونا کمالات
مخصوصہ مین موجود بھی ہوتا تو بہی اوسکے راویون کا مذہب اور عقیدہ ہونا مجرد روایت
سے ثابت نہین ہو سکتا تہا مجرد روایت کرنی کسی روایت کی عقیدہ اور مذہب راویونکا
ٹھہرانا نافہمی ہے روایت اور چیز ہے اور عقیدہ اور مذہب ہونا اور سکے معنی ظاہر
سمجھنے سے اور چیز ہے شاید باتباع روافض کے ایسے خیال خام کو استدلال نام
آپ مناسب ہے کہ رسالہ تنبیہ السفیہ کو دیکہے کہ مجتہد روافض نے جو بجہت مروی ہونے
احادیث متضمنہ تشبیہ و تجسیم حق سبحانہ کے صحاح اہل سنت مین اہل سنت کے اکابر
و صحابہ و محدثین کا وہ عقیدہ ٹھہرا دیا اوسکا جواب اسی طرح لکہا ہے **قولہ** اہل تسنن
احادیث بسیار کہ متضمن بر تجسیم و تشبیہ حق تعالے است روایت نمودہ اند
اقول انصاف باید کرد کہ اہل تسنن بروایت احادیث متضمنہ تجسیم و تشبیہ حقتعالی
چہ قسم مطعون شدند حالانکہ آیات قرآنی را کہ متضمن تجسیم و تشبیہ است شیعہ و سنی
میخوانند و مطعون نمی شوند مثل ید اللہ و الرحمان علی العرش استوی و یبقی وجہ ربک و یوم
یکشف عن ساق الی غیر ذلک آرے مطعون وقتے خواہند شد کہ رو سا ے ایشان ظواہر
آن متشابہات بے تاویل مذہب خود گیرند و موافق آن مانند شیطان مردم دیگر را اغوا
نمایند الی آخرہ اور اوسی کتاب مین ہے بروایت احادیث تشبیہ بحکم طعن نکردہ و نمیکنند

چنانچہ بر تلاوت آیات الرحمن علی العرش استوی و ید اہ مبسوطتان ہیچ حافظ را الطعن نیست طعن بر دو چیز است اول آنکہ این ملاعنہ این عقیدہ خبیثہ را برائے خود مذہب گرفتہ اند دوم آنکہ نسبت میکنند این عقیدۂ خبیثہ خود بحضرات آئمہ آئین سفینہ را در میان روایت چیزے دیگر و در میان نسبت آن چیز بحضرات آئمہ کہ بموافق آن مذہب داشتند دیگر فرق آن چیز مذہب خود و دعوت مردم بآن چیز تمیز و تفرقہ نیست الی آخرہ سوم یہہ کہ عقیدہ صحابہ کا ٹھہراتا ہے ہر چند کہ بموجب ارشاد مولوی اسماعیل صاحب وغیرہ کے عقیدہ صحابہ کا اطلاق جب صحیح ہوگا کہ سب صحابۂ کرام کا اجماع اوس عقیدہ پر ثابت کرے لیکن ہم کہتے ہین کہ قطع نظر اس سب سے بہلا دو ایک صحابہ کرام کا عقیدہ ہونا تو ثابت کرے لا اقل تین کا ثابت کرے ورنہ اپنے افترا کا صحابہ کرام پر اقرار کرے چہارم یہہ کہ عقیدہ تابعین کا بتاتا ہے اقل سے اقل یہہ ہے کہ تین تابعین کا ثابت کرے پنجم یہہ کہ معاذ اللہ عقیدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ٹھہراتا ہے اور کچھہ بہی خوف خدا تعالے کا نہین کرتا اور وہ جو اس افترا پردازی کا حیلہ بنایا ہے یعنی روایت شاذہ کو حکماً مرفوع ٹھہرایا ہے کاش اونہین کتابون کا جنکا خود حوالہ دیتا ہے دیکھتا کہ ہر روایت ہر صحابی کی عموماً علی الاطلاق حکماً مرفوع نہین ہے اولاً ہم اوپر نخبۃ الفکر وغیرہ سے نقل کر چکے ہین کہ عدم اخذ عن الاسرائیلیات بہی اوسمین شرط ہے اور ثانیاً باب تفسیر مین یہہ بھی تصریح ہے کہ وہ قول صحابی کا جو خاص کسی آیت کی شان نزول سے متعلق ہو البتہ حکماً داخل مرفوع محض کیا گیا ہے اور ماسوا اوسکا ہرگز مرفوع نہین ہے تقریب مین ہے اما قول من قال تفسیر الصحابی حکم مرفوع فذلک فی تفسیر تعلق بسبب نزول آیۃ وغیرہ کے موقوف الی آخرہ ملخصاً ششم یہہ کہ اس شخص کو ہرگز اتفاق دیکھنے رسائل مناظرہ اہل سنت اور رد روافض کا بلکہ مناظرہ اہل اسلام اور ہنود وغیرہ کا بہی نہین ہوا اور نہ اس روایت شاذہ کو باب عقائد مین لاکر جو ادسکے عقیدہ صحابہ و تابعین و سلف صالحین بلکہ عقیدۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا جزم کرتا ہے ہرگز ایسا دعوی نکرتا اگر کچھہ بھی علاقہ مذہب اہل سنت بلکہ اسلام سے ہوتا رسالہ ظلعت الہنود

مین بہی جو مسلم اس فرقہ کا ہے لکہا ہے باید دانست کہ مجموع امورے کہ از جناب نبی آب علیہ الصلوٰۃ والسلام بطریق تواتر محقق و معلوم است آنرا اسلام خوانند و حقیت آن مجموع را مسلمان دانند و ہرچہ ازان مجموع بیرون نشست موہوم یا مشکوک یا مظنون است و مظنون اگرچہ مشروع است اما از قبیل فروع است الخ اور اوسی مین ہے بدانکہ در مقام بحث اصول اسلام خبر واحد را شاید پنداشتن یا عزیز را عزیز داشتن بر غایت ضلالت دلالت دارد و نہایت جہالت را پدید می آرد الی آخرہ **قولہ** اور اگر یہہ روایت خدانخواستہ مخالف عقائد مسلمین اور کفر ہوتے تو حضرت ابن عباسؓ اوسکو کیون روایت کرتے الخ **اقول** اس مقام پر بھی دغابازی کو عمل مین لایا اہل انصاف خوب جانتے ہین کہ اہل سنت مجرد اس روایت کو ہرگز کفر اور مخالف عقائد مسلمین نہین کہتے ہین کہ جسپر الزام پیش ہوسکے کلام اس شخص کے عقیدہ مین ہے یعنی اس روایت سے عقیدہ موجود و متحقق ہونے مثل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بمعنی مرقوم ساتھ جسکے جو محل بحث ہے کہ وہ معنی کتب طرفین مین مانند تحقیق الفتوی وغیرہ کے مقرر ہوچکی ہین یعنی برابر ہونا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکی ماہیت اور جمیع صفات کمالیہ مین ثابت نہین ہے اور یہہ عقیدہ ان ملحدین کا بموجب اونہین کے اکابر کی تصریحات کے مخالف عقائد مسلمین اور کفر ہے ہرگز کسی روایت سے ثابت نہین۔ اب دیکہنا چاہیئے کہ باوجودیکہ اس روایت کی صحت مین محققین کو کلام ہے اور صحاح ستہ مین بہی نہین ہے اور یہہ عقیدہ اوس سے ثابت بہی نہین ہے بااین ہمہ یہہ مجتہد سازی کرتا ہے اسکو معلوم نہین کہ اسکے پیشوا تو احادیث شریفہ کو جو صحاح ستہ مین بہی ساتھہ تصریح تصحیح کے موجود ہوتے ہین خلاف کلام اللہ کے ٹھہرا کر مردود کہدیا کرتے ہین چنانچہ صاحب سراج الایمان نے روایت صحیح ترمذی کو جو منقول ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تفسیر آیہ کادوا یکونون علیہ لبدا مین مخالف آیات کے ٹھہرا کر پایۂ اعتبار سے ساقط کیا ہے **قولہ** افسوس ہے کہ خود سیف الاسلام مین لکھہ چکے ہین واگر این روایت چنانکہ مزعوم طائفہ اسماعیلیہ است الی قولہ ہیان

اوسکو فراموش کر گئے الی آخرہ **اقول** اِس بیچارہ نے ناحق اسقدر افسوس
کیا اگر کچہہ بہی عقل ہتی تو افسوس نکہاتا اور سمجہہ لیتا اور اس روایت پر قیاس کرنا
اور اس مقام کا اوس مقام پر قیاس کرنا محض جہل ہے آب سمجہہ لینا چاہئیے
کہ ائمہ دین نے مانند صاحب حصن حصین وغیرہ کے جو استحسان عمل مولد مین ذکر
روایت تخفیف عذاب ابولہب کا کیا جس مین صریح تخفیف کا ذکر ہے حضرات
اسماعیلیہ نے تخفیف عذاب کفار کو مخالف اجماع اہل اسلام ٹہرایا اور اون حضرات
مجوزین و مستدلین کو لہابیہ قرار دیا اہل سنت نے اسکا رد کیا اور کہا کہ تخفیف عذاب
کفار جو اس روایت سے ثابت ہے ہرگز مخالف اہل اسلام نہین ہے بلکہ تفسیر
عزیزی وغیرہ سے ثابت ہے کہ حضرت امام اعظمؒ کے مذہب مین بہی تخفیف عذاب
کفار جائز ہے سیف الاسلام مین اِس مطلب کو مختصراً اس طرح بیان فرمایا ائمہ دین
کہ برائے استیناس شرف و برکت ایام ولادت و حصول منفعت ادائے شکر نعمت
وجود باجود حضرت محبوب ذو الجلال علیہ الصلوۃ والسلام بعدد ذرات الرمال این روایت
ذکر فرمودہ اند حالش اینکہ اصلش در صحیح بخاری موجود و در تالیفات امام ابن جزری
و حجۃ الاسلام امام غزالیؒ وغیرہما محدثین مفصلاً مروی است و محققین تصریح فرمودہ اند
کہ این رویائے حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ است کہ آنحضرت رضی اللہ تعالے عنہ
از حق تعالے کشف حال تا یک سال فرمودند کہ حق تعالے اجابت دعای
ایشان فرمودہ حال ابی لہب بر ایشان ظاہر نمودہ امام حجۃ الاسلام در احیاء العلوم در بیان
کشف عن احوال الموتی فرمودہ وروی عن العباسؓ قال کنت اخا لابی لہب و مصاحبا
لہ فلما مات واخبر اللہ عنہ بما اخبر حزنت علیہ واہمنی امرہ فسألت اللہ حولا ان یرینی ایاہ
فی المنام قال فرأیتہ یلتہب نارا فسألتہ عن حالہ فقال صرت الی النار فی العذاب لا تخفف عنی
ولا یروح الا لیلۃ الاثنین الخ پس روایت حضرت عباسؓ دعای خود را و اجابت نمودن حق تعالے
آنرا و حکایت رویائی خویش و ذکر کردن محدثین معتمدین آنرا در کتب شان کہ متضمن محروم
نداشتن دیتعالی از حصہ فضل عظیم است ابولہب را بطفیل سرور وجود باجود حضرت سرور

عالم صلے اللہ علیہ وسلم در ہر یوم الاثنین کہ مذکر یوم ولادت باسعادت است ہیچگونہ
تائید اصل مقصود نخواہد نمود و چرا بدم کسانیکہ این روایت در معرض بیان فضل رب
کریم و نفع لطفیل حضرت رسول رؤف و رحیم ذکر نمودہ اند لیث قامت شبیہ طائفہ لباسیہ
باید گشود و اگر این روایت چنانکہ فرعوم طائفہ اسماعیلیہ است و ذکر آن و استدلال
بآن مخالف نص قرآن شریف می بود حاشا کہ حضرت عباسؓ روایت میفرمود
واحدے از محدثین متقدمین آئمہ دین ذکر آن می نمود فافہم ولاتکن من المتعصبین انتہی
اب دیکھنا چاہیئے کہ کہان مقام عقائد اور کہان مقام استحسان محفل ذکر مولود شریف
کہان وہ روایت جسمین صریح تصریح ہے حصول تخفیف کی کہان یہہ روایت جسمین
ذکر برابری و ہمسری کا آپکے خصائص کمالیہ مین نہین ہے صرف ان اشرار کا
ہے کہان وہ قول جواز تخفیف عذاب کا جو مذہب حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ
وغیرہ کا ہے کہان یہہ قول موجود ہونے ہمسر آنحضرت کا آپکے صفات کمالیہ مین جو
بقول آپکے اکابر کے مخالف اجماع اور کفر ہے **قولہ** اب سائل عرض کرتا ہے
کہ مثل آپکا الی قولہ افراد اجتماع النقیضین مین سے ہے الخ **اقول** کاش یہہ شخص اپنے
ہی کلام کو یاد کرتا تو اس عرض کرنے کی حاجت نہین ہوتی لیکن ہم اسکی تسلی کے لئے
پھر اوسکو یاد دلاتے ہین کہ امثال شرکا زید و عمرو و بکر و ہر شخص کی خواہ وہ شخص اچھا ہو
خواہ برا اوسکی ماہیت اور اوصاف کلیہ عامہ قابل الاشتراک مین نہ ایک دو مثل
بلکہ ہزارون مثل بیشک قدرت حق سبحانہ مین داخل ہین اور ہرگز افراد اجتماع النقیضین
سے نہین ہین جو شخص ان امثال کو قدرت مین داخل نہ کہے وہ بیشک اہل سنت کے
نزدیک فاسد العقیدہ ہے اور شریک و مثل زید و عمرو کا اونکے اوصاف جزئیہ
مشخصہ مین خواہ وہ تشخصات جزئیہ از قسم کمالات ہون خواہ از قسم نقائص بیشک
افراد اجتماع النقیضین سے ہے اور جو شخص اجتماع النقیضین کی افراد کو ممکن و مقدور
سمجھے وہ جاہل فاسد العقیدہ ہے اور جو ممکن و مقدور نہ سمجھے وہ صحیح العقیدہ ہے
قولہ اور جو شخص حدیث مذکور کو نقل کرتے آئے ہین مثل حضرت ابن عباس

اور ابوالضحیٰ اور عطا ابن سائب اور حاکم وبیہقی جلال الدین سیوطی وغیرہم وہ آپکے نزدیک کافر تھے یا مسلمان الخ **اقول** جو شخص حدیث مذکور کو نقل کرتے آئے ہین اور اونہون نے اوسمین تاویل کی ہے یا اوسنے کچھہ تاویل عدم تاویل منقول نہین ہے وہ سب مسلمان ہین اسی طرح جو شخص تاویل نکرے بلکہ محمول ظاہر پر رکھکر قائل انبیا و رسل کا حقیقۃً دوسری زمینون مین غیر اولاد حضرت ابوالبشر علیہ السلام سے مانند ان انبیا کے ہو مگر اونکی ویسی کچھہ بڑائی نہین جسقدر اوسمین ہے اوسی قدر کا قائل ہو حاشیہ برابری صفات کمالیہ کا اپنی طرف سے ایجاد نکرے اور معتقد ہے اس بات کا کہ مثل جناب صلے اللہ علیہ وسلم کا آپکے کمالات مخصوصہ مین ہرگز کبھی موجود نہین ہے نہ سموات مین نہ ارضین مین اور آپ افضل جمیع انبیاء اللہ اور جمیع سید المرسلین ہین وہ بھی مسلمان ہے مگر وہ قول اوسکا مخالف جمہور ہے البتہ جو شخص ہمسر و برابر و مانند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپکے کمالات مشخصہ مین موجود و متحقق کہے خواہ ایک خواہ دو کو خواہ اس زمین پر خواہ اور زمینون پر وہ شخص فاسد العقیدہ ہے اور اوسپر مخالفت اجماع المسلمین اور کفر لازم ہوتا ہے اور اگر پھر اوسپر اصرار کرے تو وہ قطعاً کافر ہے اور ذکر کرنا اوسکا اثبات اپنے عقیدہ فاسدہ مین قول حضرت ابن عباس کی دافع اوسکے کفر کا نہین ہو سکتا ہے جیسا مجسمہ وغیرہم جو بعض آیات احادیث ظاہرہ کو برخلاف عقیدہ اجماعیہ کے حجت لے آتے ہین بلکہ یہہ استدلال اونکا دافع اوسکے ضلال کا نہین ہو سکتا ختم اللہ تعالیٰ لنا ولجمیع المسلمین بالحسنیٰ آمین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ؁

ہو التحریر الملحقہ

نئی نرسے کہ پرچہ اے اخبار شعلۂ طور مین جو رد اخبار نور الانوار کا چھاپا گیا اور کچھہ اون تحریرات مین سے اس رسالہ مناظرہ کے اخیر مین ملحق کیا گیا ہے ہر چند خرافت و پریشانی و اختلال و سرگردانی اون محررون کی خود اونکی تحریرات سے ظاہر ہے کہ کسی عام پر

کسی بات پر قرار وثبات نہین آور فرق مدعی ورافع اور الزام وتحقیق کا بھی اُبو
معلوم نہین کہ یہہ خرافاتین اونکی محتاج بیان نہین لیکن بااین ہمہ کچھہ مختصرا
اوسکا بھی حال لکہا جاتا ہے **قولہم** شاہ صاحب کو خود اعتراف ہے کہ طبقہ ثالثہ کی
کتابون مین صحیح اور حسن بھی حدیثین موجود ہین الخ **اقول** اگر وہ بے اعتباری کسی
حدیث کی ان کتب مین موجود ہونے سے نہین ہوسکتی کہ ان کتب مین صحاح ستہ
کی بھی موجود ہین یہہ بات کچھہ قابل بحث نہین بحث وکلام اسمین ہے کہ ان کتب
مین کسی حدیث کے مذکور ہونے سے بے ثبوت صریح صحت کے کوئی حکم نکالنا
اور پھر اوسکو عقیدہ ٹھہرانا مخالف شاہ عبد العزیز صاحب کے ہے کہ رسالۂ اصول
حدیث مین لکھتے ہین احادیث صحیح وحسن وضعیف بلکہ متہم بالوضع نیز دران کتب
یافتہ می شود واکثر آن احادیث معمول بہ فقہا نشدہ اند بلکہ اجماع برخلاف آنہا
منعقد گشتہ الی آخرہ اور طبقہ رابعہ کی نسبت تو صاف لکھدیا ہے احادیثیکہ نام و
نشان آنہا در قرون سابقہ معلوم نبودہ متاخران آنرا روایت کردہ اند پس حال آنہا
خالی از دو شق نیست یا سلف تفحص کردند وآنہا را اصلے نیافتند تا مشغول بروایت
آنہا میشدند یا یافتند ودران قدحی وعلتی دیدند کہ باعث شد ہمہ آنہا را بر ترک روایت
آنہا وعلی کل تقدیر این احادیث قابل اعتماد نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا عملی بآنہا
تمسک کردہ شود الی آخرہ اور تصحیح المسائل سے جو حال ابن جریر کا نقل کیا **اولاً** شاہ
صاحب وغیرہ کی طرف سے تمکو کچھہ مفید نہین ہے اور **ثانیاً** مناقب ابن جریر کی
اور معمول بہ ہونا اونکی احادیث کا فضائل اعمال ومناقب رجال وغیرہ مین اور بات ہے
اور باب اعتقادیات مین حجت ہونا اونکی ایسی روایت کا کہ اونسے پہلے تخریج اوسکی
اور محققین نے نکی ہو اور بات ہے **قولہم** اگرچہ ایک طریق سے راوی ابو النعمی عطا
بن السائب ہے لیکن دوسرے طریق سے نہین الخ **اقول** حال دوسرے طریق کا اوپر
معلوم ہوچکا اگر حیا ہوتی تو تمکو اوس طریق کا زبان پر بھی لانا گنجائش نہین **قولہم** اور نووی
نے جلیسے کہ عطاء بن السائب کو مختلطین سے لکہا ہے ویسے ہی یہہ بھی لکہا ہے کہ قبل حدیث

من اخذ عنه قبل الاختلاط اور شریک راوی نے عطا سے قبل اختلاط کیا ہے
الخ **اقول** ان لوگون کو اپنی دفاع سے آئمہ دین کا کلام مردود ٹھہرانے مین ہرگز خیال اس
بات کا نہین آتا کہ کوئی اہل علم سے بھی انکی خرافات کو دیکھے گا تو کیا رسوائی حاصل ہوگی
امام نووی کے کلام برابر اد کرنے کو مستعد ہوگئے یہہ خیال نکیا کہ امام نووی نے خود
شرح صحیح مسلم شریف مین فرمایا ہی قال ائمۃ ہذا الفن اختلط فی آخر عمرہ فمن سمع منہ قدیما فہو صحیح
السماع ومن سمع منہ متأخرا فہو مضطرب الحدیث فممن السامعین اولا سفیان الثوری وشعبۃ
ومن السامعین آخرا جریر وخالد واسمعیل وعلی بن عاصم ہکذا قال احمد بن حنبل وقال یحیی بن
معین جمیع من روی عن عطاء روی عنہ فی الاختلاط الا شعبۃ وسفیان الخ اور عبارت تہذیب الکمال
مین جو لفظ شریک کا بڑھا گیا بر تقدیر پائے جانیکے بعض نسخون مین اگر امتہ اس سے
نجات بہی ہو تب بہی قول تہذیب الکمال کا بمقابلہ تحقیقات امام نووی اور امام یحیی بن معین
اور امام احمد بن حنبل وغیرہم کے ہرگز قابل قبول نہین ہوسکتا ہے **قولہم** اور بیہقی نے
جو بعد تصحیح اسناد کے شاذ کہا وجہ حکم یا شذوذ کی بہی کہولدی کہ اعلم لابی الضحی علیہ
متابعا یعنی شذوذ صرف تفرد راوی سے ہے اور یہہ شذوذ موجب ضعف اور
منافی صحت نہین الخ **اقول** اولاً یہہ تفسیر کلام بیہقی کی بے دلیل کے کلام بیہقی سے اپنی جانب
اپنی طرف سے اور یہہ حکم مخالف ہے بتصریح علماء مشہورین کے **علامہ** زرقانی نے شرح
مواہب مین لکہا ہے قال البیہقی اسنادہ صحیح لکنہ شاذ بمرۃ یعنی یلزم من صحۃ اسنادہ صحۃ
متنہ فقد یصح الاسناد ویکون فی المتن شذوذ او علۃ تقدح فی صحتہ کما تقرر عند المحدثین
الخ اور امام حلبی نے انسان العیون مین لکہا ہے قال البیہقی اسنادہ صحیح لکنہ شاذ بالمرۃ ای
لانہ لا یلزم من صحۃ الاسناد صحۃ المتن فقد یکون فیہ مع صحۃ اسنادہ ما یمنع صحتہ فہو ضعیف
الخ اور قسطلانی نے شرح صحیح بخاری شریف مین بہی اسکی تصریح فرمادی ہے
اور **ثانیاً** شاذ ہونا اسکا بمعنی مخالفت جمہور کے ثابت ہے اسی واسطے سیوطی وغیرہ
اوسکو قبول نہین کرتی بلکہ ماول ٹھہراتے ہین **ثالثاً** اگرچہ بہت علما کے نزدیک حرف
تفرد راوی موجب ضعیف نہین ہے لیکن یہہ امر متفق علیہ نہین ہے اسی لیئے دوسرے

بہت اکابر علما کے موجب رد وضعف کا ہے کہ اوسمین ابن ماکر یحیی بن **قولہم** ہذا
انما الاعمال بالنیات شاذ یا بن عنی سے الخ **اقول** یہہ دعوی ہی اسکا محل بحث وکلام ہے
اور بنام دلیل جو عبارت نقل کی اوسمین نفی متابعت کی نہین ہے اگرچہ ذکر اوسکا
حالانکہ محققین نے تصریح وجود وثبوت متابعت کی کردی ہے اور بہی سواے حضرت
عمر فاروقؓ کے اور صحابہ کرام سے بہی اسی مضمون کی احادیث مروی ہین اور بہی
سواے علقمہ کے اورون نے بہی حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کی ہے البتہ
خاص لفظ مخصوص کے مسندا مروی ہونے مین بحث ہے کہ محققین کے نزدیک مخصوص ہے
ساتہہ روایت سندہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پس ایک اعتبار سے فرد ہے
اور باعتبارات کثیرہ مشہور ہے پس اس روایت شاذہ کی جو تخریج ابن جریر وغیرہ
کی ہے اور کوئی نہین ہے ساتہہ روایت انما الاعمال کے جو ہر کتاب صحاح ستہ مین ہے
اور معمول بہ ائمہ امت کے ہے تمثیل دینا تغلیط جہال ہے امام عینی نے شرح صحیح بخاری
شریف مین متابعت کو ثابت کیا ہے اور بعض علما کے جو اشتباہ ہوتا تہا اوسکا
رد کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے **نوع** بیان الحدیث هذا فرد باعتبار مشهور باعتبار وليس
بمتواتر خلافا لما يظنه بعضهم الخ اور بعد اوسکے فرمایا ہے قلت قد روي عن النبي صلى الله
عليه وسلم غير عمر من الصحابة وانكان البزار قال لا نعلم روى هذا الحديث الا عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم اور پہر فرمایا ہے قال ابن منده رواه عن النبي صلى الله عليه وسلم غير سعد بن ابي وقاص
وعلي بن ابي طالب وابو سعيد الخدري وعبد الله بن مسعود وعبد الله بن عمر وانس وابن عباس
ومعاوية وابو هريرة وعبادة بن الصامت وعتبة بن عبد وعقبة بن عامر وجابر بن عبد الله وابو ذر وعقبة
بن مسلم رضي الله عنهم والفرد قد توبع علقمة والتيمي ويحيى بن سعيد على رواياتهم قال ابن
منده هذا الحديث رواه عن عمر غير علقمة ابنه عبد الله وجابر وابو جحيفة وذو الكلاع وواصل
عمر ورواه عن علقمة غير التيمي سعيد بن المسيب ونافع وتابع يحيى بن سعيد على روايته عن التيمي
محمد بن محمد بن علقمة ابو الحسن الليثي وداود بن ابي الفرات ومحمد بن اسحاق وحجاج بن ارطاة
وعبد الله بن قيس الانصاري ولا يدخل هذا الحديث في حد الشاذ الخ **قولهم** باقي

قسطلانی نے جو لکہا اوسمین دو طرح کلام ہے اوّل مجرد امکان شذوذ و علت قادحہ
بدون وقوع الخ **اقول** یہہ کلام مفید نہین کہ یہان مجرد امکان شذوذ نہین ہے
بلکہ بقول بیہقی وغیرہ کے وقوع شذوذ ثابت ہے **قولہم** دوم حاکم اور بیہقی وغیرہما
اس حدیث کی اسناد کی تصحیح بدون تصریح علت قادحہ کے کی ہے الخ **اقول**
کسی مقام پر کسی عالم کے قول پر انکو قرار نہین ایک ہی بات مین آدہا کلام کیکا
معتبر کرتے ہین دوسرے کو مردود ٹہراتے ہین اور آدہا بالعکس تحقیق سے کام
نہین جہال کا بہکانا اصل مرام ہے تدریب مین ابن صلاح کے مقولہ کے بعد
لکہدیا ہے قال شیخ الاسلام والذی لاشک فیہ ان الامام منہم لا یعدل عن قول صحیح
الی قول صحیح الاسناد الاطاہر اور حاکم کی نسبت لکہا ہے ہو متساہل فی التصحیح وقد لخص
الذہبی مستدرکہ وتعقب کثیرا منہ بالضعف والمناکرۃ وجمع جزءا فیہ الاحادیث التی فیہ
وہی موضوعۃ الخ اگر تمکو یہہ مقبول نہو تو بستان المحدثین کو دیکہ لو اور بیہقی نے اقتصار
صحیح الاسناد ہونے پر نہین کیا صراحۃ طعن شاذ ہونے کا بہی کر دیا ہے **قولہم** صاحب
مرقاۃ صحیحہ اور کمالین اور قسطلانی نے جو لینا ابن عباسؓ کا اسرائیلیات سے ابن کثیر سے
نقل کیا دو وجہ سے باطل ہے اول ابن عباسؓ اون صحابہ مین نہین جو اسرائیلیات سے
لیتے تھے مانند عبد بن سلامؓ و عبد عمر عاص کے الخ **اقول** قطع نظر اس سے کہ امام
سخاوی کو شاہ عبد العزیز صاحب اور اونکے والد ماجد تحفہ وغیرہ مین ارباب امتیاز
و اتفاق مین شمار کر چکے ہین مجرد انکے خرافات سے اونکی تحقیقات پر کوئی عاقل حکم
بطلان کا تسلیم نہین کر سکتا ہے بہرحال جواب اسکا یہہ ہے کہ عراقی نے شرح الفیہ مین
فرمایا ہے وکثیرا ما یشنع ابن حزم علی القائلین بہذا و یقول عہدنا بہم یقولون لا یقال
مثل ہذا من قبل الرای ولا نکارہ وجہ فانہ وان کان لا یقال مثلہ من جہۃ الرای فلعل بعض
ذلک سمعہ ذلک الصحابی من اہل الکتاب وقد سمع جماعۃ من الصحابۃ کعب الاحبار وروا عنہ کما
سیاتی منہم العبادلۃ وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم حدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج الخ اور
امام نووی نے تہذیب الاسماء کعب احبار کے حالات مین لکہا ہے روی عنہ جماعۃ

من الصحابة منهم ابن عمر و ابن عباس و ابن الزبير و ابو هريرة و خلائق من التابعين الخ
اسی طرح اخذ کرنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا حضرت عبداللہ بن سلام اور حضرت
تمیم داری وغیرہم سے بھی ثابت ہے **قولہم** ہر چند اسرائیلیوں کی کتابوں میں انواع و
اقسام کی تغییر و تبدیل ہو چکی تھی لیکن ذکر نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اونمین
موجود تھا اور اسی سبب سے بہت اسرائیلی تصدیق و اقرار نبوت کا کرکے مشرف
باسلام ہوئے اور جنکو شیطان نے گمراہ کیا وہ باوجود اسکے دیدہ و دانستہ جحود انکار
مین مبتلا رہے ان کے ساتھ یہہ حسن ظن کرنا برخلاف اقوال علما و آثار صحابہ و احادیث
شریفہ و آیات کلام اللہ شریف کی ہے **قولہم** اس قسم کی توجیہات سے بے
اعتباری ابن کثیر کی نزدیک محدثین کے ہے الخ **اقول** مستند و معتبر و ثبت ہونا
ابن کثیر کا شاہ عبدالعزیز کے قول سے بھی ثابت ہے چنانچہ تفسیر عزیزی
مین فرمایا ہے وآنچہ بعض اہل تاریخ گویند کہ پسران حضرت آدم علیہ السلام کعبہ را
بگل و سنگ بنا کردہ اند بعد از وفات حضرت آدمؑ پس چندان قابل اعتبار نیست زیرا کہ
منتہائے سند این روایت تا وہب ابن منبہ است کہ بیشتر از اسرائیلیات نقل میکند
و تحقیق ہمین است کہ قبل از حضرت ابراہیم کسی این خانہ را خانہ نساختہ است از روے
کتاب و سنت صحیحہ مشہورہ ہمین ثابت است و لہذا شیخ عماد الدین ابن کثیر میگوید کہ لم یجد
عن معصوم ان البیت کان مبنیا قبل الخلیل الخ لیکن اسقدر اور بھی سنا چاہیے کہ اگرچہ ابن
کثیر درجہ آئمہ سابقین محدثین کو بتحصیل عوالی وغیرہ مین نہین لیکن تمیز جز اسرائیلی وغیر
اسرائیلی مین معروف و مشہور ہے کشف الظنون وغیرہ مین بھی یہہ تمیز اونکی مسطور ہے
قولہم اور تاویل سیوطی و قسطلانی کی صریح البطلان ہے کہ حدیث مین خود نبی کنبیکم
موجود ہے نذر اور رسل انبیا پر اطلاق نہین ہو سکتا الخ **اقول** یہہ ادعا صراحت
بطلان اور دعوی امتناع اطلاق بمقابلہ ان آئمہ دین کے محض اختراع ہے دیکھو
کلام اللہ شریف سے رسل حضرت عیسے علیہ السلام کا رسل اللہ ہونا اور حضرت عیسیٰ کے
ارسال کا ارسال اللہ ہونا ثابت ہے پھر برخلاف جمہور آئمہ دین کے اس اطلاق کی

امتناع کا دعوی کرنا اور اوسکی تاویل کو اپنے وہم سے مردود ٹھہرانا محض جہالت ہے
تفسیر کبیر مین بذیل آیۂ کریمہ یا معشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم الایۃ کے فرمایا ہے
اختلفوا ہل کان من الجن رسول ام لا فقال الضحاک ارسل من الجن رسل کالانس وقالا
ہذہ الایۃ الی قولہ والقول الثانی ہو قول الاکثرین انہ ما کان من الجن رسول
البتۃ وانما کان الرسل من الانس الخ اور پھر فرمایا ہے اما تمسک الضحاک بظاہر
ہذہ الایۃ فالکلام علیہ من وجوہ الی قولہ الثانی لا یبعد ان یقال ان الرسل کانوا من الانس
الا انہ تعالی کان یلقی الداعیۃ فی قلوب قوم من الجن حتی یسمعوا کلام الرسل ویاتوا قومہم من الجن حتی
یسمعوا کلام الرسل ویاتوا قومہم من الجن ویخبروہم ما سمعوہ من الرسل وینذرونہم بہ کما قال
تعالی واذ صرفنا الیک نفرا من الجن فاولئک الجن کانوا رسل الرسل فکانوا رسلا للہ تعالی والدلیل
علیہ انہ تعالی سمی رسل عیسیٰ رسل نفسہ فقال اذ ارسلنا الیہم اثنین الخ قولہ دفتر ہفتم
مثنوی اتفاقی مین تحریر فرمایا ہے ؎ در شب معراج دیدہ مصطفیٰ + صد ہزاران
اشتران بے انتہا + الخ **اقول** جسنے مثنوی اتفاقی کو دیکھا ہے وہ خوب جانتا ہے
کہ پیش کرنا اوسکے اشعار کا باب المنہیات ونبوت مین نہ بطور تحقیق صحیح ہے نہ قابل
الزام ہے ہان البتہ اوسکے ذکر کرنے سے مقصود صرف اغوار عوام ہے
مخفی نرہے کہ وہ مثنوی بطور رموز و اسرار کے لکھی گئی ہے جو واقعہ مین شیخ اکبرؒ سے
معلوم ہوئے ہین چنانچہ کتاب احمدی مین حکیم عنایت حسین مارہروی نے جو
خلفاء خاندان حضرت مولفؒ مثنوی سے ہین بتفصیل لکھا ہے اور خطبہ
اوس مثنوی کا یہ ہے ؎ السّلام ای شیخ اکبر السّلام + السّلام ای قطب ربانی السّلام +
السّلام ای قائل وحدت وجود + السّلام ای مائل اخلاق بود + الی آخرہ اور استدلال
ساتھہ اقوال واشعار ارباب سکر وحال کے اس باب عقائد مین محض نادانی ہے
اوسی مثنوی کے جلد پنجم کے اخیر مین یہہ بھی فرمادیا ہے ؎ گفتگو ہم سہو و سکر است و
نہ جد + عذر مسموع است گرداری نہ ضد + الی آخرہ ہر چند کہ شرح قول حضرت شیخ اکبرؒ کی
مکتوبات شیخ احمد مجدد الف ثانی سے ہم اوپر نقل کر چکے ہین کہ جس سے کسی ادنے

عقل والے کو بھی کچھ شبہ باقی نہ رہیگا کہ وہ سب بیان اوس دار عالم
مثال کا ہے نہ عالم واقع و موجودات علینہ کا لیکن اب ہم کچھ
اشعار اوس مثنوی کے سابق سے بھی واسطے حل مطلب کے نقل کئے
دیتے ہیں سنو اوس مقام خاص کی ابتدا یہ ہے ۔ بگفته
اینجا بیان سازم دقیق + گر پسند آید دعا گوای شفیق + پیش ملایان مبر
این راز را + پیش کر رخنه مزن این ساز را + حق بهر وصفی که موصوف است آن
هست در غایت کمال اینجا بدان + حق تعالے راست بسیار از صفات + وان
صفات اکثر اضافی دان بذات + هست آن وصف اضافی در میان +
مشترک در شرط و مشروط است آن + شرط گر نبود مجو مشروط را +
رابطه مگر بجو مضبوط را + این همه اسماے حق خواهان بود
لطف تعطیل نبود در وجود + تو چه التعطیل دارے روا
بر خدای خالق قادر بقا + آنکه عرش او قدیم آید برام
تا چه را باشیم حادث بگناه + بهر تو آمد عیان ارض و سما
عرش و کرسے جلوهٔ تست از صفا + قال صلی الله علیه والسلام

در سوال کس ز راه لطف عام — کرد پیدا حق تعالے صد هزار
آن صفی الله آدم بے شمار — آمدند و رفته اندا ندر سجود
صد هزاران وز وجود از راه جود — یک عزیزے رفت پیش آن علی
ظلمتم را ساز ای شه منجلی — پیش از آدم صفی الله چه بود
پاسخش فرمود آدم نذر جود — گفت شاها پیشتر از وے بگو
گفت هم آن دم بد آدم پیش او — گفت گر صد بار می آری سوال
همچنین خواهی شنید از روی حال — آدم است و آدم است و آدم است
بار آدم آدم و آدم دم است — هین نظر بکشا ببین هر سو توئی

درمیان برزخ هر کو توئی + عرش معمور است از تو هم زمین + اول و آخر توئی ای نازنین

بشنو اینجا یک حکایت از صفا | تا بگویم حال عالم را ابتدا
از ولادت اصل آدم بوالبشر | تا زمانے ما کہ ہستیم پر خطر
سنہ الف و ہفصد و باشد نود | ابتدائے آد ۱۷۹۰ در عدد
پیش این آدم اگر آدم بودے | ہیچ آثارے از ان ظاہر شدے
از کلام و صحف و در حرف علوم | ہمچنین آیات دیگر از رسوم
گر کسے پرسد کہ سابق این کلام | از حدیث سرور عالی مقام
صد ہزاران آدم آمد در جہان | پیش زادم اد ما بد کاروان
پس درینجا از رو فکر و قیاس | این چنین کردے رقم بر نا اساس
زین کلامم گر ترود شد عیان | می نویسم رفع آن شاید چنان
ہفتہ آمد دورِ سیارات ہفت | چون شود این دور آخر در ہفت‌دان
نسل این آدم نماند بالتمام | دیگر آدم در وجود آید مدام
دور ہمو گر چنین دانے مہا | این چنین گفتہ است شیخ اذکیا
زین سخن شد تازہ تر جان جہان | زانکہ باز آئیم در دورِ زمان
باز آدم آمد و شیث و خلیل | نوح و موسے ہم مسیحا زین سبیل
قدم عالم ہم حدوثش را بفہم | فکر پیش آمد گذر از ظن و وہم
در شبِ معراج دیدہ مصطفٰے | صد ہزاران اشتران بے انتہا

الخ اور بعد اسکے قصہ معراج کے آخر مین فرمایا ہے گفت احمد

راست گفتی اے خبیر + | ہست درگاہ جلالش بے نظیر
لیک در من بے من اودار و بقا | از دل و جان است بر من مبتلا
رمز او را من سہے دانم تمام | سوے سدرہ بائے بجنتا والسلام

قولہم فتواے مولوی محمد سعد اللہ صاحب اور مولوی انور علی صاحب اور مولوی نعیم صاحب اور مولوی عبد الحی صاحب وغیرہم مین صاف موجود ہے الخ **اقول** اغواء عوام اور تلبیس جہال حضرات اسماعیلیہ کا

مقصود و مرام ہے ورنہ ان علمار کے فتوے کا ذکر زبان پر نہ لاتے اب سمجھ لو کہ اوس روایت کے مضمون کے درست لکھنے یا اوسکی اسناد و متن کے صحیح ٹھہرانے سے تمکو کچھ فائدہ نہین کہ ان باتون کو تمہارے عقیدہ سے کیا علاقہ غایتہ الامر یہ ہے کہ اوسکے محمول علی الظاہر یا ماول ہونے مین اور متن حدیث کے صحیح و ضعیف ہونے مین اختلاف ثابت ہوگا سو یہہ اصل بحث نہین ہے اصل بحث اسمین ہے کہ آیا عقیدہ موجود و متحقق ہونے امثال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یعنی مشارک یا ہیئت و صفات کمالیہ آنجناب کے حق ہے یا باطل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف انبیار مخلوقین اس زمین سے افضل ہین یا تمام انبیار و مرسلین سے افضل ہین اور روایت سے موجود ہونا مشارک آنحضرت کا آپکے صفات کمالیہ مین ثابت ہے یا نہین سو ان سب مراتب مین تمہارے مستندین مذکورین اور غیر مذکورین کی تصریحات سے کذب و بطلان تمہارے دعوے اور عقیدہ کا بلکہ کفر ہونا اوسکا صاف و صریح ثابت ہوتا ہے اوسکو نہ دیکھنا یا عمدًا چھپانا اور با این ہمہ پھر حضرات مذکورین کا نام لینا سخت جہالت اور محض ضلالت ہے **قولہم** منعقد ظاہر حدیث مسلم صحیح الاعتقاد ہے الخ **اقول** اس قول کو یہان پیش کرنا ابلہ فریبی ہے ظاہر حدیث کے کفر و عدم کفر ہونے کو اس بحث سے کیا علاقہ بحث اس مین ہے کہ روایت مذکورہ کو باب اعتقادیات مین بنام نہاد دلیل کے حجت گردانکر اوسپر ثبوت موجود و متحقق ہونے مانند آنحضرت کا آپکی صفات کمالیہ مین حاشیہ چڑھانا اور اجماع امت سے جو بتصریحات تمہارے مستندین کے درباره افضل جمیع مخلوقات ہونے آنحضرت کے اور نفس الامر مین معدوم ہونے مثل آنجناب کے منعقد ہے اغماض کرنا تمہاری ضلالت و جہالت ہے **قولہم** مماثلت سے درصورت عدم ذکر مابہ المماثلہ کے متبادر ہونا اشتراک جمیع اوصاف

ظاہر ہے الخ **اقول** ادعا ظہور تبادر کا محض بے دلیل ہے زید کا لاسد ہے
باوجود عدم ذکر مابہ المماثلۃ کے اشتراک جمیع اوصاف کا متبادر ہونا بے دلالت
کسی لفظ کے تشہ کت جمیع اوصاف پر قول مجانین کا ہے پس اہل اسلام پر مخفی
نہین کہ ہزارون مقام پر احادیث و آیات مین تشبیہ و تمثیل واقع ہے لیکن
باوجود عدم ذکر وجہ تشبیہ اور مابہ المماثلۃ بھی ہرگز اشتراک جمیع اوصاف مین
مراد نہین ہے **قولہم** اشعری سے مماثلت مین اشتراک جمیع اوصاف مین
منقول ہے محمل صحیح اوسکا یہہ ہے **اقول** افترا پردازی اور سخن سازی
ان حضرات کی ہر بات سے ظاہر ہے نہ اشعری سے یہہ بالتصریح منقول
ہے نہ اوسکا یہہ محمل صحیح معقول ہے شرح عقائد نسفی مین لکھا ہے
قال الشیخ ابو المعین فی التبصرۃ انا نجد اہل اللغۃ لا یمنعون من القول
بان زیدا مثل لعمرو فی الفقہ اذا کان یساویہ ویسد مسدہ فی ذالک الباب
وان کانت بینہما مخالفۃ بوجوہ کثیرۃ وما یقولہ الاشعری من انہ لا مماثلۃ الا بالمساواۃ
من جمیع الوجوہ فاسد لان النبی علیہ السلام قال الحنطۃ بالحنطۃ مثلا بمثل واراد الاستواء
فی الکیل لا غیر وان تفاوت الوزن وعدد الحبات والصلابۃ والرخاوۃ والظاہر
انہ لا مخالفۃ لان مراد الاشعری المساواۃ فیما بہ المماثلۃ کالکیل مثلا الخ اور جس
مقام پر اشاعرہ کے قول مین بحث مثلین لفظ مطلق صفات کا آگیا ہے
وہان بتصریحات اشاعرہ کے جمیع صفات نفسیہ مراد ہین کہ اشاعرہ کی
اصطلاح مین مثلین نام ہے متشارکین صفات نفسیہ کا جیسا شرح مواقف
وغیرہ مین تصریح ہے **قولہم** مراد نور الانوار آنحضرت کے افضل جمیع
مخلوقات ہونے کا منکر نہین الی آخرہ **اقول** الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اس
مراد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل جمیع مخلوقات ہونے کا اقرار ہے
پس اس صورت مین تطویل لاطائل مولوی امیر حسن صاحب اور اونکے
فرزند دلبند کی تائید مین محض بیکار ہے ہر عقل و الا جانتا ہے کہ جب

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم افضل جمیع مخلوقات کے ہوئے پس وہ چھہ
سات نبی بھی جو موافق اونکے قول کے عالم مین موجود و متحقق ہین مخلوقات
مین داخل ہونگے اور آنحضرتؐ سے مفضول اور کم درجہ اور دون مرتبہ
ہونگے نہ برابر و مساوی و شریک جمیع صفات کمالیہ مین گو کسی بات مین
اونکو مثلیت بھی ثابت ہو پس باطل ہونا عقیدہ مخترعہ مولوی امیر حسن
وغیرہ کا خود اسی شخص کے کلام سے ظاہر ہو گیا والحمد للہ علی ذلک **قولہم**
یہہ بات متفق علیہ نہین کہ وہ حکم صحت نفس حدیث نہین ہوتا الخ **اقول**
یہہ بات اکثر محققین اور متفق علیہ جمہور اہل فن کی ہے اگرچہ بعض
علما کو اسمین کلام بھی ہو کہ قول شاذ مرجوح ہے اور قابل اعتماد وہی قول راجح
مسلم نزدیک اہل شان کے ہے قسطلانی نے شرح صحیح بخاری
مین فرمایا ہے لا یلزم من صحة الاسناد صحة المتن کما هو معروف عند اهل هذا
الشان الخ اور علامہ زرقانی نے لکھا ہے فلا یلزم من صحة اسناده صحة متنه فقد
یصح الاسناد ویکون فی المتن شذوذ او علة تقدح فی صحته کما تقرر عند المحدثین
الخ **قولہم** ابن الصلاح نے کہا کہ حکم صحت نفس حدیث ہے الخ **اقول**
یہہ بھی افترا ہے کہ قطع نظر شروع کلام سے جس کلام سے یہہ فقرہ
گڑھ لیا ہے اوسمین بھی یہہ حکم صریحی مذکور نہین صرف اس احتمال کا رجحان
البتہ ثابت ہے عبارت ابن الصلاح کی یہہ ہے **قولہم** هذا حدیث
صحیح الاسناد او حسن الاسناد دون قولهم هذا حدیث صحیح او حدیث حسن لانه
قد یقال هذا حدیث صحیح الاسناد ولا یصح لکونه شاذا او معللا غیر ان المصنف
المعتمد منهم اذا اقتصر علی قوله انه صحیح الاسناد ولم یذکر له علة ولم یقدح فیه فالظاهر
منه الحکم بانه صحیح فی نفسه لان عدم العلة والقادح هو الاصل والظاهر الخ
یہہ شخص اگر معنی لفظ ظاہر کے جانتا تو ہرگز اوس حکم جزئی کا حوالہ کاذبہ طرف
ابن الصلاح کے نکرتا علاوہ ہرچند ابن الصلاح نے اس احتمال کو راجح

ٹھہرا یا ہے لیکن دوسرے محققین نے پھر اس رجحان کو باطل
کر دیا ہے چنانچہ سیوطی نے تدریب مین بعد اسکے لکھدیا ہے قال
شیخ الاسلام والذی لاشک فیہ ان الامام منہم لا یعدل عن قول صحیح الی قول
صحیح الاسناد الا لامر الخ قولہم پس تصنیف حلبی اور قسطلانی بمقابلہ تصحیح
حاکم اور بیہقی وغیرہما کس شمار مین آسکتی ہے اور کب لایق اعتبار ہو سکتی ہے
الخ **اقول** یہہ تفریع قول ابن صلاح وغیرہ پر محض تغلیط جہال و عوام
اور تکذیب محققین اسلام و ائمہ اعلام ہے اولاً کلام ابن صلاح صورت
بحث پر منطبق نہین ہو سکتا ہے اسلئے کہ حاکم کا قول تصحیح مین حجت کافی
نہین ہے کہ ابن الصلاح نے خود فرما دیا ہے وھو متساھل فی التصحیح
پس قید اول فوت ہو گئی یعنے جب مصنف معتمد حکم کرتا ہے ساتھہ تصحیح
اسناد کے الخ اور بیہقی نے اقتصار نہین کیا صحیح الاسناد ہونے پر بلکہ قدح
کر دی ہے کہ الا انہ شاذ بمرۃ الخ پس قید ثانی فوت ہو گئی اور ثانیاً حلبی و قسطلانی
کے کلام مین مقابلہ حاکم و بیہقی سے نہین ہے بلکہ حلبی و قسطلانی و زرقانی وغیرہم
نے موافق قاعدہ مقررہ اہل شان کے تفسیر و تفریع حاکم و بیہقی کے کلام کی
لکھدی ہے اوسکو مقابلہ سے کیا علاقہ اور ثالثاً قطع نظر اس سے کہ بیہقی اور
حاکم نے تصحیح اسناد کی ہی روایت کو صراحۃً صحیح نہین کہا ہے جب بیہقی نے
اوسکو شاذ کہدیا ہے پس قطع نظر اس امر سے کہ یہان شذوذ بمعنی مخالف
جمہور ہے حاکم کے نزدیک تو شاذ مطلقاً یعنے مخالف جمہور ہو یا نہ ہو صرف
تفرد راوی اور عدم متابعت سے صحت کا مانع ہے پس حاکم کا ذکر کرنا محض
جہالت ہے رابعاً لائق اعتبار ہونا نہ ہونا صرف جہال کے قول سے ثابت نہین
ہو سکتا سخاوی و قسطلانی کا تو ارباب امتیاز و تحقیق و تنقید ہی ہونا خود اکابر
اسماعیلیہ سے بخوبی ثابت ہے خلاصہ تمام بحث کا اور اصل مقصد ہمارا اسیقدر ہے
کہ یہہ روایت نہ معتمد اعتقاد و قابل حجت کے باب عقائد مین نہ اسکی صحت

متفق علیہ ہے محدثین محققین کی نہ اُس سے عقیدہ مخترعہ مولوی احمد حسن
وغیرہ کا ثابت ہے اور **ہمارا عقیدہ یہ ہے** کہ مثل آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا بمعنی برابر آنحضرت کے آپکی صفات کمالیہ مین ایک بھی
موجود نہین نہ آسمانون مین نہ زمینون مین اِس وجہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم افضل جمیع انبیا اور تمام مرسلین بلکہ افضل جمیع مخلوقات اور تمام
عالمین کے ہین تپس موجود ہونے مثل آنحضرت کا کیا احتمال ہے **جو وجود**
مثل کا بمعنی متنازعہ فیہ کے قائل ہے وہ منجملہ اہل ضلال ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ